34

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 34واں سال

15 تا 21 ربیع الاوّل 1447ھ / 9 تا 15 ستمبر 2025ء

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

اس شمارے میں

قدرتی آفات
حضور ﷺ سے محبت کے تقاضے
سیرت النبی ﷺ اور ہم
احکم الحاکمین کے فیصلے
اتحادِ اُمّت کا نصب العین
ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق

نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور ہم

کون شمار کر سکتا ہے کہ ہر سال کتنی مجالس میلاد اور جلسہ ہائے سیرت ہمارے ملک میں منعقد ہوتے ہوں گے؟ ایک ربیع الاوّل ہی کے مہینے میں کتنے وعظ اور کتنی تقریریں ہوا میں لہریں اُٹھا دیتی ہوں گی؟ کتنے مقالے اور کتابیں لکھی جاتی ہوں گی؟ کتنے جرائد کے خاص نمبر اس موضوع پر شائع ہوتے ہوں گے؟ شعراء کتنی نعتیں لکھتے ہوں گے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی ذرا سوچیے کہ ایک اچھے مقصد پر قوتوں اور روپے کے اس صرف کا واقعی نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ کتنے افراد ہوں گے جو ان نیک مساعی کی بدولت سیرت نبویؐ کے سانچے میں اپنی زندگیاں ڈھالنے کی مہم میں ہر سال لگ جاتے ہوں گے؟ اور اگر عملاً حاصل وہ نہیں ہے جو ہونا چاہیے تو کہیں ہماری مساعی میں کوئی کوتاہی موجود ہے۔ رونا اسی کا نہیں کہ وہ کچھ حاصل نہیں ہو رہا جو مطلوب ہے' بلکہ اس سے بڑھ کر ماتم اس کا ہے کہ ہمارے پلّے وہ کچھ پڑ رہا ہے جو محسن انسانیتؐ کے پیغام اور کارنامے سے کھلم کھلا ٹکراتا ہے۔ ہمارے اندر آج ایسے عناصر پروان چڑھ رہے ہیں جو حضور ﷺ کے مشن کو زمانہ حال کے لیے ناکارہ اور حضور ﷺ کے عطا کردہ نظامِ زندگی کو ناقابل عمل قرار دیتے ہیں' ایسے عناصر جو حضور ﷺ کی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہیں' ایسے عناصر جو سیرت اور سنت اور حدیث کا سارا ریکارڈ دریا برد کر دینا چاہتے ہیں' ایسے عناصر جو قرآن کو قرآن پیش کرنے والی ہستیؐ کی 23 سالہ جدوجہد اور لازوال تحریکی کارنامے سے بے تعلق کر دینا چاہتے ہیں اور حضور ﷺ کی ہستی کو بطور عملی نمونہ انسانیت کے ہماری نگاہوں سے گم کر دینے کے لیے کوشاں ہیں۔ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ تعبیر و تاویل کے نام پر ہمارے ہاں یہ کوشش ہو رہی ہے' کہ حضور ﷺ کی شخصیت' پیغام اور کارنامے کو موجودہ فاسد تہذیب کے فکری سانچے میں ڈھال دیا جائے اور محسن انسانیتؐ کی بالکل نئی تصویر عالمی طاقتوں کے ذوق کے مطابق تیار کر دی جائے۔

محسنِ انسانیت
نعیم صدیقی

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اللہ کی ناشکری سے گریز کریں!

سورۃ العنکبوت | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 65 تا 67

فَاِذَا رَکِبُوۡا فِی الۡفُلۡکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۚ فَلَمَّا نَجّٰہُمۡ اِلَی الۡبَرِّ اِذَا ہُمۡ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۶۵﴾ۙ
لِیَکۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَیۡنٰہُمۡ ۚۙ وَ لِیَتَمَتَّعُوۡا ٝ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾ اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ
النَّاسُ مِنۡ حَوۡلِہِمۡ ؕ اَفَبِالۡبَاطِلِ یُؤۡمِنُوۡنَ وَ بِنِعۡمَۃِ اللّٰہِ یَکۡفُرُوۡنَ ﴿۶۷﴾

آیت: ۶۵ ﴿فَاِذَا رَکِبُوۡا فِی الۡفُلۡکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۚ﴾ ”سو جب یہ لوگ سوار ہوتے ہیں کشتی میں تو پکارتے ہیں اللہ کو اُس کے لیے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔“

﴿فَلَمَّا نَجّٰہُمۡ اِلَی الۡبَرِّ اِذَا ہُمۡ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۶۵﴾﴾ ”پھر جب وہ انہیں نجات دے دیتا ہے خشکی کی طرف تو جبھی وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔“

آیت: ۶۶ ﴿لِیَکۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَیۡنٰہُمۡ ۚ﴾ ”تاکہ ناشکری کریں ان (نعمتوں) کی جو ہم نے انہیں عطا کر رکھی ہیں۔“

﴿وَ لِیَتَمَتَّعُوۡا ٝ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾﴾ ”اور تاکہ مزے اڑا لیں، تو عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔“

آیت: ۶۷ ﴿اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا اٰمِنًا﴾ ”کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنا دیا ہے“

﴿وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنۡ حَوۡلِہِمۡ ؕ﴾ ”اور لوگ اُچک لیے جاتے ہیں ان کے اردگرد سے۔“

یہاں مخاطب اہلِ ایمان ہیں لیکن بات مشرکینِ مکہ کی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حدودِ حرم کو امن کی جگہ بنا رکھا ہے جس کی برکات سے یہ لوگ مسلسل مستفیض ہو رہے ہیں جبکہ باقی پورے عرب میں امن وامان نام کی کوئی چیز کہیں نظر نہیں آتی۔

﴿اَفَبِالۡبَاطِلِ یُؤۡمِنُوۡنَ وَ بِنِعۡمَۃِ اللّٰہِ یَکۡفُرُوۡنَ ﴿۶۷﴾﴾ ”تو کیا یہ لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کر رہے ہیں!“

درس حدیث

سب سے افضل عمل کون سا ہے؟

عَنۡ عَبۡدِاللّٰہ بن مَسۡعُوۡدٍ ؓ قَالَ: سَأَلۡتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الۡعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقۡتِهَا)). قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بِرُّ الۡوَالِدَيۡنِ)). قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((اَلۡجِهَادُ فِي سَبِيۡلِ اللّٰهِ)) (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اللہ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔“ میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: ”پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔“ میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: ”پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

15 تا 21 ربیع الاوّل 1447ھ جلد 34
9 تا 15 ستمبر 2025ء شمارہ 34

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قدرتی آفات!

ناجائز صیہونی ریاست اسرائیل نے غزہ کے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالے۔ گزشتہ 23 ماہ کے دوران مسلسل وحشیانہ بمباری سے میڈیا میں بتائے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق 70 ہزار مسلمانوں کو شہید کر دیا جن میں اکثریت عورتوں اور بچوں کی تھی۔ ڈیڑھ لاکھ کے قریب زخمی ہوئے۔ امریکی اسلحہ کو استعمال کرتے ہوئے اسرائیل کی دجالی فوج نے جس طرح غزہ کو ملبے کا ڈھیر بنا ڈالا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہداء اور زخمیوں کی تعداد بتائے جانے والے اعداد و شمار سے کہیں زیادہ ہے۔ اب اسرائیل بھوک اور پیاس کو بطور ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔ ہمارے اور دیگر مسلم ممالک کے حکمران، مقتدر طبقے اور ''دانشور'' حضرات کبھی کھلے عام اور کبھی نجی محفلوں میں کہتے سنائی دیئے کہ یہ تو اہلِ فلسطین کا معاملہ ہے، اس سے ہمارا کیا لینا دینا۔ بعض حضرات اسرائیل کی دجالی فوج کے خلاف فلسطینی مجاہدین کی کارروائیوں کے حوالے سے جہاد و قتال کی نوعیت پر بحث کرتے نظر آئے، حالانکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حرمتِ مسجدِ اقصیٰ ایسے ہی ہے جیسے (خاکم بدہن) مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ پر (معاذ اللہ) دشمن حملہ کر دے۔ تفصیل کا موقع نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات غیور و حلیم ہے تو منتقم بھی ہے۔

ملکِ عزیز کو آج طوفانی بارشوں اور بدترین سیلاب نے گھیر رکھا ہے بلکہ صحیح تر الفاظ میں ڈبو دیا ہے۔ ملک کے بعض علاقوں میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے مناظر میں غزہ کی بربادی کی جھلک دکھائی دے رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قدرتی آفات کبھی آزمائش، کبھی تنبیہہ اور کبھی عذاب کی صورت میں نازل ہوتی ہیں۔ حکمرانوں اور اشرافیہ کی نااہلی اور بدعنوانی (خاص طور پر دریاؤں، ندی نالوں کے قرب و جوار میں ناجائز ہاؤسنگ سوسائٹیاں اور شمالی علاقہ جات میں دریاؤں کے قدرتی راستوں پر ہوٹل بنا لینا) آ بیل مجھے مار کے مترادف ہے۔ ظاہری اسباب میں ماحولیاتی تبدیلی کے اثرات بھی ہیں۔ حالانکہ 2007ء میں نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) کے نام سے ایک ادارہ بنایا گیا تھا، جس کا مقصد آفات سے بچاؤ کے لیے پیشگی حکمت عملی بنانا اور ہنگامی اقدامات کرنا تھا۔ لیکن ہر سال کروڑوں کا بجٹ ملنے کے باوجود اس ادارے کا وجود صرف کاغذوں یا پریس کانفرنسوں تک محدود ہے۔

بہرحال ہمارا ان سطروں میں مقصود یہ ہے کہ قدرتی آفات کے اسباب کی کسی درجہ میں نشاندہی ہو جائے تاکہ دینی و دنیوی دونوں سطحوں پر مقصود طرزِ عمل کو اپنانے کی ترغیب بن سکے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے۔'' (التغابن: 11)

حقیقت یہ ہے کہ موجودات کا ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہیں ہل سکتا۔ یہی معاملہ قدرتی آفات کا بھی ہے۔ سیلاب، طوفان، زلزلے، وبائیں، سب کے کچھ ظاہری و عارضی اسباب اور کچھ باطنی و حقیقی اسباب مقرر ہوتے ہیں۔ ظاہری اسباب سے بحث کا تعلق ہمارے علم سے تو ضرور ہوتا ہے لیکن ہمارے باطن اور عمل کے صالح یا غیر صالح ہونے سے ہونا ضروری نہیں، البتہ باطنی اسباب کا تعلق ہر حال میں ہمارے علم اور عمل دونوں سے لازماً ہوتا ہے۔ اس لیے کہ ظاہری اسباب بھی تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب باطنی و حقیقی اسباب لوگوں میں سرائیت کر جائیں۔ ماحولیاتی تبدیلی اور آلودگی ساری دنیا میں بڑھ رہی ہے۔ سیلاب ہمارے ہی خطہ کے دیگر ممالک میں بھی آئے ہیں، لیکن وہاں انسانی سطح پر قدرتی آفات سے نمٹنے کا انتظام موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”جس (اللہ) نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔“ (الملک: 2) گویا دنیا ایک امتحان گاہ ہے جس کا نتیجہ ہر فرد کو روزِ حشر تھمایا جائے گا۔ اسی مضمون کو مزید کھول کر سورۃ البقرۃ میں یوں بیان فرمایا: ”اور ہم تمہیں لازماً آزمائیں گے کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور ثمرات کے نقصان سے اور (اے نبی ﷺ) بشارت دیجیے ان صبر کرنے والوں کو، وہ لوگ کہ جن کو جب بھی کوئی مصیبت آئے تو وہ کہتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔“ (البقرۃ:155،156)

شدید ترین بارشوں اور بڑے پیمانے پر سیلاب نے کھڑی فصلوں اور مال مویشیوں کو بھی بہت نقصان پہنچایا ہے۔ لہٰذا یہ بات ہر مسلمان کو ہر حال میں مستحضر رہنی چاہیے کہ دنیا میں اُس کی مختلف طریقوں سے آزمائش ہوگی اور مسلمان کو ہر حال میں، چاہے کتنی ہی مشکل کیوں نہ ہو، صبر سے کام لینا ہے۔ وہ یہ یاد رکھے کہ پلٹ کر ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اُخروی کامیابی ہی دائمی اور اصل کامیابی ہوگی، جیسا کہ فرمایا: ”ہر ذی نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ تو قیامت ہی کے دن دیا جائے گا تو جو کوئی بچا لیا گیا جہنم سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہوگیا۔“ (آل عمران: 185) البتہ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو تو ایک بڑے مشن یعنی اللہ کے دین کو خود پر نافذ کرنے، اپنے گھر سے آغاز کر کے اسلام کی آفاقی دعوت کو چار دانگ عالم میں پھیلانے اور اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی یعنی اللہ کے دین کو اُس کی زمین پر قائم و نافذ کرنے کا مشن حضور ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر خود سونپ کر گئے ہیں، اور حجۃ الوداع کے خطبہ کے اختتام پر فرمایا: ”جو حاضر ہیں وہ ان لوگوں کو یہ باتیں پہنچا دیں جو حاضر نہیں ہیں۔“ (رواہ مسند الدارمی) پھر یہ کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ مسلم اُمہ کی اسی ذمہ داری کو یوں بیان فرماتا ہے: ”تم وہ بہترین اُمّت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔“ (آل عمران:110)

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ وہ اُمت جسے اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہو بلکہ برپا ہی اس لیے کیا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت کو عام کرے یعنی دنیا والوں کے خلاف گواہ ﴿شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ (البقرہ: 143) کی حیثیت اختیار کرنے کی بجائے مستقلاً اپنے اِس فرضِ منصبی سے غفلت برتے اور دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو misrepresent کرنے لگے، تو آزمائش سے بڑھ کر یہی قدرتی آفات اُس اُمت کے لیے تنبیہات اور بعض اوقات عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم معروف (بھلائی) کا حکم دو اور منکر (برائی) سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے پھر تم اللہ سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے۔“ (رواہ الترمذی) اس حدیث مبارکہ کے عربی متن میں آپ ﷺ کا فرمان: ”والذی نفسي بیدہ“ ایک قسم ہے، اس میں آپ ﷺ اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں، اس لیے کہ تمام لوگوں کی جانیں اس کے ہاتھ میں ہیں، وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے، جسے چاہتا ہے مارتا ہے اور جسے چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ لہٰذا لوگوں کی جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، ہدایت و گمراہی، زندہ کرنا و مارنا اور ہر چیز میں تصرف اور اس کی تدبیر کرنا، اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور کبھی آپ ﷺ اس طرح قسم فرماتے: ”والذي نفس محمد بیدہ“۔ اس لیے کہ آپ ﷺ سب سے پاکیزہ جان ہیں۔ اس لئے یہاں آپ ﷺ سب سے پاکیزہ اور طیب جان کی قسم فرما رہے ہیں۔ پھر جس چیز کی قسم اٹھا رہے ہیں اس کا ذکر فرمایا اور وہ یہ ہے کہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں ورنہ اللہ ہم پر اپنا عذاب بھیج دے گا اور ہماری دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔

آج مسلمانانِ پاکستان اپنا جائزہ لے لیں کہ وہ ”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر“ کے حوالے سے کہاں کھڑے ہیں۔ اچھے کو اچھا کہنا، برے کو برا کہنا اور دعوتِ دین کی گواہی تو دور کی باتیں ہیں۔ 78 سال گزر چکے لیکن اسلام کے نام پر قائم ہونے والی مملکتِ خداداد پاکستان میں معیشت سود، جوئے اور سٹے، اشرافیہ کے گٹھ جوڑ اور مراعات یافتہ طبقوں کے دھندے پر چل رہی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے کم و بیش ساڑھے تین سال قبل ایک مرتبہ پھر ہر نوع کے سود کو ربا اور حرام قرار دیا گیا تھا، لیکن حکومت کسی کی بھی ہو اس فیصلہ پر عمل درآمد کرنے کو کوئی تیار نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کھلی جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بے حیائی اور فحاشی تمام حدیں پار کر رہی ہے، جس میں الیکٹرانک میڈیا بڑھ چڑھ کر کردار ادا کر رہا ہے اور سوشل میڈیا کی بے لگامی نے تو حیا اور ایمان کا جنازہ ہی نکال دیا ہے۔ پھر نام نہاد این جی اوز ”عورتوں کے حقوق“ اور ”مادر پدر آزادی“ کے نام پر عورت کی عزت پامال کرنے اور خاندانی نظام کو برباد کرنے کا مغربی تہذیب سے درآمد شدہ ابلیسی ایجنڈا تندہی سے آگے بڑھا رہی ہیں۔ لیکن غزہ پر اسرائیلی مظالم کے خلاف انسانی حقوق کے اِن نام نہاد علمبرداروں نے ”چوں“ تک نہ کی کہ کہیں آقا ناراض نہ ہو جائے۔ معاشرے کا عمومی طرزِ عمل یہ ہے کہ جھوٹ، دھوکہ دہی، خیانت، بدزبانی کے ساتھ ساتھ زنا، اراکینِ اسلام کی پامالی، مساجد میں شور، گھریلو ناچاکیاں، گانے باجے کی بہتات، کھلے عام شراب اور جوئے کی محافل، اللہ کے کلام کی مخالفت میں عدالتی فیصلے، دنیا کی چکاچوند نے دلوں پر اپنا سحر طاری کر رکھا ہے۔ الا ماشاء اللہ! اگرچہ حالیہ سیلاب میں بے گھر ہونے والے افراد اور خاندانوں کی مدد کے لیے دینی سیاسی جماعتوں سے وابستہ رفاحی اداروں نے ریلیف اور ریسکیو آپریشن میں اہم کردار بھی ادا کیا ہے اور عوام نے دل کھول کر متاثرہ خاندانوں کی امداد کے لیے رقوم فراہم کی ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو پارلیمان کا یہ حال ہے کہ کبھی ٹرانسجینڈرز کے حقوق کے نام پر ہم جنس پرستی کو تحفظ دینے کے لیے قانون سازی کرتی دکھائی دیتی ہے تو کبھی ملک کے طاقتوروں کو غیر مشروط فائدے بہم پہنچاتی نظر آتی ہے۔ دہشت گردی کے واقعات ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے اور بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔ نظامِ تعلیم میں سائنس و ٹیکنالوجی اور انگریزی و حساب پر تو بہت زور ہے، جو ہونا بھی چاہیے، لیکن قرآن مجید اور صاحب قرآن ﷺ کے اخلاق حسنہ، جو کہ آپ ﷺ کی ایک امتیازی شان ہے اور ایک مسلمان کے لئے تعلیمی نصاب کا اہم ترین جزو بھی، کی نصابِ تعلیم میں دور دور تک جھلک دکھائی نہیں دیتی۔

اللہ اللہ کر کے 1980ء کی دہائی میں ہونے والی فرقہ وارانہ دہشت گردی پر قابو پایا گیا تھا۔ لیکن افسوس کہ علماء میں بھی ایسی کالی بھیڑیں موجود ہیں جو ایک ایسے ترجمہ قرآن، جس پر پانچوں وفاق متفق ہیں اور جس کی تعلیم بطور لازمی مضمون کے وفاق،

پنجاب اور خیبر پختونخوا میں جاری ہے بلکہ اب بلوچستان میں بھی شروع ہو چکی ہے، جس سے مسلمانانِ پاکستان کی اگلی نسلوں میں قرآن سے جڑنے کا ذوق وشوق پیدا ہونے کا "خدشہ" ہے، اُسے فرقہ واریت کا رنگ دینے کے لیے افکار کے جنگل یعنی سوشل میڈیا پر متنازع بنانے کی کوشش کر کے نہ جانے کس کا ایجنڈا پورا کیا جا رہا ہے۔ بیوروکریسی میں رشوت عام ہے۔ عدالتیں چھوٹی ہوں یا بڑی ان سے منسلک لوگ یہ تک کہتے سنائی دیتے ہیں کہ وکیل کیوں کرنا ہے، جج ہی کر لو۔ اسٹیبلشمنٹ اپنے اصل آئینی کردار پر پوری توجہ رکھنے کی بجائے سیاسی معاملات میں الجھی ہوئی ہے اور ایک سیاسی پارٹی کے خلاف ہر طرح کا غیر سیاسی بلکہ غیر انسانی حربہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ ماضی میں بھی دیگر سیاسی جماعتوں کے ساتھ مقتدر حلقوں نے بدترین سلوک کیا لیکن اس مرتبہ ہائبرڈ سسٹم نے ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ کہاں ہے عدل وانصاف اور اُن کے پہرہ دار؟ ایک "بڑے" کی یہ خواہش کہ نام کے ساتھ کوئی بڑا سابقہ یا لاحقہ لگ جائے، پوری ہو چکی ہے۔ سرحدوں پر ایک مرتبہ پھر آپریشن کے نام پر "ہرج" (عربی والا) جاری ہے۔ سیاست دانوں کا یہ حال ہے کہ سیاسی اختلافات ذاتی دشمنی میں بدل چکے ہیں اور یہی معاملہ ایک ہی گھر میں دو مختلف پارٹیوں کو سپورٹ کرنے والوں کا بھی ہے۔ عوامی سطح پر بھی حالات زیادہ مختلف نہیں۔ ریڑی والا ہو یا مزدور، خاکروب ہو یا دودھ بیچنے والا، ہر کوئی اپنی مقدور بھر کرپشن میں ملوث ہے۔ مسلمانوں کی واحد ایٹمی قوت ہونے کے باوجود پاکستان نے اب تک مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور غزہ کے مسلمانوں کی عملی مدد کے لیے کوئی لائحہ عمل پیش نہیں کیا۔ سچ پوچھیں تو ہمیں اس میں آزمائش سے زیادہ تنبیہ اور عذاب کا کوڑا دکھائی دیتا ہے۔ واللہ اعلم! شنید ہے کہ وفاقی وصوبائی حکومتوں نے ان افراد جن کی املاک کو سیلابی ریلوں نے شدید نقصان پہنچایا کو ناجائز جگہ پر رہائش رکھنے کی وجہ سے معاوضہ نہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ ان ناجائز سوسائٹیوں کو بنانے والے کاروباری اژدہاؤں کے خلاف کارروائی کب ہوگی۔ شمالی علاقہ جات میں تیزی سے بہتے دریاؤں کے بیچ میں ہوٹل بنانے والوں کو پوچھنے والا کون ہوگا؟ اگر آج بھی حکومت، مقتدر حلقوں بلکہ پاکستان میں بسنے والے 25 کروڑ مسلمانوں نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر حقیقی توبہ نہ کی اور اپنے حقیقی مشن یعنی پاکستان میں خلافتِ راشدہ کے زریں اصولوں کے مطابق اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی قائم ونافذ نہ کیا، تو آئندہ اس سے بھی بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بارشوں اور سیلاب میں جان سے جانے والوں کی مغفرت فرمائے اور زخمیوں و بے گھر افراد کی مدد فرمائے۔ آمین!

ختم المرسلین، رحمۃ للعالمین، محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ پر

داعی رجوع الی القرآن، بانی تنظیم اسلامی کی جملہ کتب
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

سیرت النبی ﷺ سیریز

کے عنوان سے تین ضخیم جلدوں میں

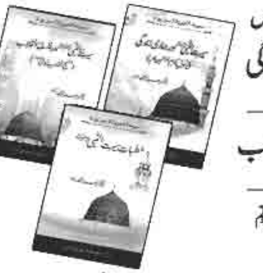

سیرت النبی ﷺ اور ہماری زندگی
(رسول اکرم ﷺ اور ہم)

سیرت النبی ﷺ اور فلسفۂ انقلاب
(منہج انقلاب نبوی ﷺ)

خطباتِ سیرت النبی ﷺ
(سیرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام)

صفحات: 1100 ❁ معیاری کاغذ ❁ عمدہ طباعت
❁ دیدہ زیب ٹائٹل ❁ مضبوط جلد

ماہ ربیع الاول میں مکمل سیٹ
~~2500~~ روپے کے بجائے صرف 1250 روپے

فری ہوم ڈلیوری کے ساتھ
مکتبہ خدام القرآن
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور: فون: 3-35869501(042)
واٹس ایپ نمبر: 0301-111-5348 maktaba@tanzeem.org

پریس ریلیز 5 ستمبر 2025ء

شجاع الدین شیخ

مسائل میں گھری ہوئی اُمتِ مسلمہ کے لیے اُسوۂ رسول ﷺ میں حقیقی فلاح ہے۔

مسائل میں گھری ہوئی اُمت مسلمہ کے لیے اُسوۂ رسول ﷺ میں حقیقی فلاح ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ماہ ربیع الاوّل میں سیرت کانفرنسز اور محافل نعت کا انعقاد یقیناً قابلِ تحسین ہے اور اگرچہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور ﷺ کی ثناء مطلوب ہے اور عبادت کا جزو بھی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف مذہبی رسومات کی ادائیگی کا نام ہی نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے لہٰذا جب تک اس پر مکمل طور پر عمل نہیں کیا جاتا، مسلمان دنیوی عزت ووقار اور اُخروی نجات حاصل نہیں کر سکیں گے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جو دیں اُسے مضبوطی سے تھام لو اور جس سے روک دیں اُس سے رک جاؤ۔ لیکن بدقسمتی سے آج مسلم ممالک کی قیادتوں اور عوام کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس ہے (الا ماشاء اللہ)۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس حوالے سے دو آراء ممکن ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے مسلسل 23 سال تک اُس دین کو قائم ونافذ کرنے کی شب وروز جدوجہد کی، جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے حکم دیا تھا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ خطبۂ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے لوگوں سے یہ گواہی لی کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری کو احسن ترین طریقہ سے ادا کر دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اب یہ اُمت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس دین کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دے۔ لہٰذا مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کی مبارک سیرت اور اُسوہ پر اپنی نگاہیں مرکوز کر کے آپ ﷺ کے مشن کو اپنانا ہوگا اور یہ دیکھنا ہوگا کہ آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت سے لے کر دنیا سے پردہ فرمانے تک کس مشن پر مسلسل عمل کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو لازماً یہ سوچنا ہوگا کہ حضور ﷺ سے جذباتی لگاؤ اور والہانہ عشق کے اظہار کے باوجود آج وہ ذلیل ورسوا کیوں ہیں؟ درحقیقت ہماری اس ذلت ورسوائی کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ ذمہ داری جو ہمیں سونپی گئی تھی، ہم اُسے ادا کرنے میں بُری طرح ناکام ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی مسلم ملک فلسطین، کشمیر، میانمار اور دنیا بھر میں مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کرنے کو تیار نہیں۔ ہمیں یقین واثق ہے کہ اگر آج بھی خلوص اور جانفشانی سے دینِ اسلام کے قیام اور نفاذ کی کوشش کی جائے تو اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا فرمائے گا، ہم اسلام دشمن قوتوں کو شکست دے کر ایک مرتبہ پھر اس دنیا کی قیادت کریں گے اور یہی جدوجہد ہماری اُخروی نجات کا ذریعہ بھی بنے گا۔ ان شاء اللہ! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے تقاضے

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 29 اگست 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج کی نشست میں نبی اکرم ﷺ کے چند ارشادات کا یاد دہانی کے طور پر مطالعہ کرنا مقصود ہے۔ ماہ ربیع الاول کی نسبت سے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر بھی کلام ہوتا ہے۔ البتہ کئی مرتبہ اس بات کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے کہ جو عملی تقاضے ہیں ان کو نمایاں کیا جائے۔ یہ عمل کے اعتبار سے بھی مفید ہے، اجر کے اعتبار سے بھی اور نجات کے اعتبار سے بھی لازم ہے۔ چنانچہ آج کی نشست میں چند معروف احادیث کا مطالعہ کریں گے۔

پہلی حدیث جو تقریباً سب کو یاد ہوگی۔ فرمایا: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَى)) ''تمام عمال کی قبولیت کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور بندے کو وہی کچھ ملے گا جیسا اس نے عمل کیا۔''

اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی ہو تو اللہ کے ہاں مقبول ہے، ورنہ دکھاوے کا عمل ایک نوع کا شرک ہے اور ریاکاری کی وجہ سے بڑی بڑی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا کوئی بھی نیکی کا کام کرتے ہوئے ہمیں اس چیز کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ دوسری حدیث سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات فرما دیجیے کہ میں آپ ﷺ کے بعد پھر کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ ؐ نے فرمایا: ((قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔)) ''تم کہو کہ میں ایمان لایا اللہ پر اور پھر اس بات پر قائم رہو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت عظیم لوگ تھے، ایسا سوال کرتے جس سے بڑی جامع بات اللہ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے جاری ہوتی اور ہمارے لیے رہنمائی کا سامان ہو جاتا۔ استقامت باطن کی بھی ہے، ظاہر کی بھی ہے۔ انفرادی معاملات میں بھی مطلوب ہے، اجتماعی معاملات میں بھی مطلوب ہے۔ اللہ کو ماننا ہی کافی نہیں۔ اللہ کی ماننا بھی ضروری ہے۔ یہ پوری زندگی کا معاملہ ہے۔ ایمانیات، عبادات، اخلاقیات، معاملات، انفرادی ذمہ داریاں، اجتماعی ذمہ داریاں، سب اس میں شامل ہیں۔

تیسری روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ((مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ)) ''جس نے اللہ کی خاطر محبت کی، اللہ کی خاطر کسی سے دشمنی رکھی، اللہ ہی کی خاطر کسی کو کچھ دیا اور اللہ ہی کی خاطر کسی سے کچھ روکا تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔'' یعنی اللہ ہی مقصود و مطلوب اور محبوب اوّل بن جائے۔ توحید محض ایک عقیدے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا اظہار بندے کی زندگی میں بھی ہونا چاہیے۔ انسان کے کردار و عمل سے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ صرف ایک اللہ کو ماننے والا ہے۔ ایسے شخص کا ایمان مکمل ہے۔

مرتب: ابوابراهیم

چوتھی روایت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔)) ''اس نے ایمان کی مٹھاس حاصل کر لی جو اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے اللہ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔'' یعنی جو اللہ کا حکم اور فیصلہ ہے، اسی میں راضی ہوں، اسلام کے تقاضوں پر راضی ہوں۔ غزہ کے مسلمانوں کا ذکر اکثر اس ذیل میں ہوتا ہے کہ اس قدر آزمائشوں کے باوجود بھی اللہ کے فیصلے پر راضی ہیں اور زبان پر اللہ سے شکوہ تک نہیں لا رہے۔

اگلی حدیث بخاری شریف سے ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ فرمایا: ((الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا)) نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ پوچھا: اس کے بعد افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا: ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ یعنی ہر چند گھنٹوں بعد ہمارے ایمان کا ٹیسٹ ہوتا ہے۔ اذان کی آواز آ گئی لیکن اس کے باجود اپنے کام میں مصروف ہیں تو کیا ظاہر ہو رہا ہے؟ اسی طرح والدین کے حقوق کے بارے میں بھی ہمارا امتحان ہو رہا ہے۔ اس کے بعد اللہ کی راہ میں جہاد کرنا افضل ترین عمل ہے جو حقوق اللہ میں شمار ہوتا ہے۔

چھٹی روایت یہ بھی بہت مشہور ہے۔ فرمایا: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)) ''منافق کی تین علامات ہیں۔ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جاتی ہے تو وہ خیانت کرتا ہے۔'' مسلم شریف میں چوتھی علامت کا بھی ذکر ہے کہ ''جب جھگڑا ہو جائے تو گالی گلوچ پر اُتر آتا ہے۔'' فرمایا: جس میں ان میں سے جتنی علامات ہوں، وہ اتنا ہی منافق ہے، اگر چاروں علامات ہوں تو وہ پکا منافق ہے۔ بدقسمتی سے آج یہ سب چیزیں ہمارے قومی مزاج میں شامل ہو چکی ہیں۔ عوام سے لے کر حکمرانوں تک سب ان برائیوں میں مبتلا ہیں اور پھر اُن کو برا بھی نہیں جانتے۔ حالانکہ ایک مسلمان کا یہ طرز عمل نہیں ہوتا، بلکہ یہ منافق کا کام ہوتا ہے۔

ساتویں حدیث بہت مشہور ہے۔ فرمایا: ((الْمُسْلِمُ مِرْآةُ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ)) ''مسلمان

مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے۔" اگر آئینے میں اپنا کوئی عیب نظر آئے تو آئینے کو توڑتے نہیں بلکہ اپنے عیب کو دور کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان میں اگر کوئی عیب نظر آئے تو دوسرا اس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ الایہ کہ وہ کسی بڑی گمراہی میں مبتلا ہو جائے تو لوگوں کو اس گمراہی سے بچانے کے لیے دوسروں کو بتانا ضروری ہوتا ہے۔

آٹھویں حدیث مبارک میں فرمایا:
((اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ)) "نیکی کی دعوت دینے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔" دعوت دین تو ہمارا فرض ہے۔ ہمارے سمجھانے، بتانے سے کوئی نیک عمل کرنے لگ جائے تو اس کا اجر ہمیں بھی ملے گا۔

9ویں روایت میں ہے کہ: ((مَا قَلَّ وَ كَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى)) "جو تھوڑا ہو اور کافی ہو جائے اس سے بہتر ہے جو بہت زیادہ ہو اور بندے کو غافل کر دے۔" کم ہونے میں امتحان بھی کم ہے، زیادہ مال کا حساب بھی زیادہ ہوگا۔ اور پھر زیادہ مال و متاع مل جائے تو غافل ہونے بہک جانے اور گمراہ ہو جانے کے خدشات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔

دسویں حدیث، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ)) "اصل غنا تو دل کا غنا ہے۔" مال کی کثرت، آسائشوں کی کثرت اصل غنا نہیں ہے۔ دل کا سکون ایمان حقیقی میں ہے۔ اگر دل میں ایمان کی کیفیت ہے تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت بھی مبارک ہے، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دولت بھی مبارک ہے۔ ورنہ ابولہب و ابوجہل کی سرداری، قارون کی دولت اور فرعون کی حکومت بھی باعث ہلاکت ہے۔ دل میں ایمان کی کیفیت ہوگی تو اللہ پر بھروسا ہوگا، قناعت، صبر اور اللہ کی عطا پر راضی رہنے کا جذبہ ہوگا۔ زندگی پرسکون ہو جائے گی۔

گیارہویں حدیث بخاری شریف سے ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا: "تم نے کتنی تیاری کی ہے۔" عرض کی: حضور ﷺ تیاری تو زیادہ نہیں ہے مگر مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پیار ہے۔ فرمایا: ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ)) "آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔" سب سے بڑھ کر محبت اللہ سے ہو اور اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سے ہو تو یہ بھی رحمت اور اجر کا باعث ہے۔

بارہویں حدیث ابن ماجہ سے ہے۔ فرمایا: ((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ)) "گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔" انسان سے غلطیاں ہو سکتی ہیں، اس وجہ سے اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا درست نہیں بلکہ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ سچی توبہ کر لی جائے اور اللہ کے دین سے مخلص ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ پاک صاف کر دے گا۔

13ویں حدیث بخاری ومسلم دونوں سے ہے۔ فرمایا: "مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے میں شرکت کرنا۔ دعوت کو قبول کرنا، چھینک کا جواب یرحمک اللہ کہہ کر دینا۔" یہ وہ باہمی حقوق ہیں جن کے ادا کرنے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔

14ویں حدیث بھی بخاری ومسلم دونوں میں ہے۔ فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)) "قطع تعلقی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔" ہر انسان کے جذبات اور احساسات ہوتے ہیں، ناراضگیاں ہو جاتی ہیں لیکن مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ہمیشہ کے لیے قطع تعلقی کر لے۔

15ویں حدیث بھی بخاری ومسلم سے ہے۔ فرمایا: ((اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)) "جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہو سو کرو۔" حیا فطری جذبہ ہے جو بندے کو غلط کاموں سے روکتا ہے۔ سب سے بڑھ کر حیا بندے کو اللہ سے کرنی چاہیے کہ اس کے احکامات نہ توڑے۔ پھر بندوں کے معاملات میں بھی حیا ہے۔ حیا کا وہ پہلو بھی ہے جس میں نکاح کا حکم ہے، ستر و حجاب کے احکام ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حیا کی تاکید تمام نبیوں کی دعوت میں شامل تھی۔ حیا سے ہی انسان اور معاشرہ باوقار اور معزز بنتا ہے جبکہ حیا نہ رہے تو پھر شیطنت ننگا ناچ نچاتی ہے۔ آج یہ بے حیائی کا طوفان، فحاشی اور بے راہروی حیا کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ فیشن شوز کے نام پر، کنسرٹس کے نام پر کیا کچھ ہو رہا ہے۔ لہٰذا انفرادی سطح پر ایمان وصحت کی بربادی اور اجتماعی سطح پر گھر، خاندان اور معاشرہ کی جو تباہی ہو رہی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

16ویں حدیث بھی بخاری ومسلم میں ہے۔ فرمایا: ((اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا)) "بے شک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب میرے لیے وہ ہے جس کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہیں۔" ہم میں سے کون نہیں چاہتا کہ ہم حضور ﷺ کے محبوب بن جائیں مگر یہ عزت صرف نعروں سے یا سال میں ایک بار جشن میلاد منانے سے نہیں ملے گی۔ نمازیں ضائع ہو رہی ہوں، مخلوط محافل ہمارے ہاں ہوں، بے پردگی اور بے حیائی ہمارے ہاں ہو، سڑکیں بلاک کی جا رہی ہوں، میوزک استعمال ہو رہا ہو، لوگوں کو پریشان کیا جا رہا ہو، شریعت کی خلاف ورزی جبکہ بدعات پر عمل ہو رہا ہو تو ان سب کاموں سے ہم حضور ﷺ کے محبوب نہیں ہو جائیں گے۔ بلکہ حضور ﷺ خود بھی اخلاق کے بلند ترین مرتبے پر فائز تھے جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴﴾ (القلم)
"اور آپ یقیناً اخلاق کے بلند ترین مرتبے پر فائز ہیں۔" اسی طرح آپ ﷺ کی اُمت میں سے بھی جو اخلاق میں سے اچھا ہوگا وہ آپ ﷺ کے نزدیک سب سے محبوب ہوگا۔

17ویں حدیث بھی بخاری ومسلم میں ہے۔ فرمایا: ((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)) "دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔" مومن ادھر پابند ہے جبکہ جنت میں آزاد ہوگا۔ جبکہ کافر دنیا میں آزاد ہے اور آخرت میں ہمیشہ کے لیے جہنم کا قیدی بنے گا۔ جل رہا ہوگا، چیخ و پکار کر رہا ہوگا، موت کی بھیک مانگے گا لیکن موت نہیں آئے گی۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا: ﴿ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝۱۳﴾ (الاعلیٰ)
"پھر نہ اس میں وہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔"

18ویں حدیث مسلم شریف میں ہے۔ فرمایا: ((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)). "بندے کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو بلا تحقیق آگے پھیلا دے۔" مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی پر الزام تراشی کی جا رہی ہو، کسی پر الزام لگایا جا رہا ہو، کسی کو بدنام کیا جا رہا ہو تو اس کھیل کا حصہ بنے بلکہ مسلمان کے لیے حکم ہے کہ وہ پہلے تحقیق کرے: ﴿فَتَبَيَّنُوْٓا﴾ (الحجرات:6) "تحقیق کر لیا کرو۔"

لیکن آج ہمارے معاشرے میں کسی کو بدنام کرنا، بلا سوچے سمجھے الزام تراشی کرنا اور کردار کشی کرنا عام سا فعل بن گیا ہے جس پر کسی کو کوئی ندامت نہیں ہوتی۔ جبکہ آخرت میں ہم اس کا حساب چکائیں گے۔

19ویں حدیث بھی بخاری ومسلم میں ہے۔ فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ)) ''تم میں سے کوئی بندہ مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

آج ہمارے معاشرے میں کیا ہو رہا ہے؟ راستے میں یا گھر کے سامنے کوئی گاڑی کھڑی کر دے تو سخت غصہ آتا ہے لیکن خود وہی کام کریں تو کچھ محسوس نہیں ہوتا، اپنی بیٹی کی شادی ہو تو ہم چاہتے ہیں کہ وہ رانی بن کر رہے اور دوسرے کی بیٹی بہو بن کر گھر میں آجائے تو ہم چاہتے ہیں کہ وہ نوکرانی بن کر رہے۔ کسی جنرل، کرنل کی میمز (memes) بن جائیں تو سافٹ ویئر اپ ڈیٹ ہوجاتے ہیں، لیکن امام الانبیاء ﷺ کی شان میں گستاخی ہو، صحابہ کرام اور اہل بیت ؓ کی شان میں گستاخی ہو، مقدسات کی توہین ہو رہی ہو تو ماتھے پر شکن تک نہیں آتی بلکہ گستاخوں کو بچانے کے لیے لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اپنے لیے معیار کچھ اور ہے دوسروں کے لیے کچھ اور ہے۔ اس کے برعکس اگر ہم احادیث پر عمل کریں تو ہمارے آدھے مسئلے حل ہوجائیں۔

20ویں حدیث بھی بخاری و مسلم میں ہے: ((أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.)) ''میں خاتم النبیینؐ ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اس عقیدے کا تحفظ بھی ضروری ہے اور اس عقیدے کا جو تقاضا ہے اس کو پورا کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے کیونکہ ختم نبوت کا تقاضا ہے کہ حضور ﷺ کے مشن کو اب یہ اُمت لے کر آگے بڑھے اور دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرے۔

21ویں حدیث بخاری شریف میں ہے۔ فرمایا: ((لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.)) ''ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، ایک دوسرے کو دھوکہ مت دو، قطع تعلق مت کرو، اللہ کے بندو، آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔''

22ویں حدیث مسلم شریف میں ہے۔ فرمایا: ''جو کسی مسلمان کو دنیا کی کسی مصیبت سے چھڑائے گا اللہ اس کو قیامت کی مصیبتوں سے چھڑا دے گا اور جو کسی مشکل زدہ، مفلس، پریشان پر آسانی کا معاملہ کرے گا اللہ اس شخص کے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں آسانی فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ اس بندے کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا اور جو بندہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے۔''

23ویں حدیث میں فرمایا: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا)) جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ 10 مرتبہ اس پر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے دعا کے شروع اور آخر میں درود کی تلقین کی ہے تاکہ دعا کے شروع میں بھی رحمت کا نزول ہو جائے اور آخر میں بھی۔ درود شریف کی برکت سے دعا بھی ان شاء اللہ قبول ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ روز محشر جہاں ماں باپ بھی کام نہیں آئیں گے وہاں حضور ﷺ ہمارے لیے سفارش کریں گے۔

24 ویں حدیث بھی معروف ہے۔ فرمایا: ((الدِّينُ النَّصِيحَةُ)) ''دین تو وفاداری اور خیر خواہی کا نام ہے۔'' پوچھا گیا کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے ساتھ وفاداری، اللہ کی کتاب کے ساتھ، اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری، مسلمانوں کے آئمہ یعنی حکمرانوں اور عوام کی خیر خواہی۔ نیک اور صالح، اسلام کے مطابق فیصلے کرنے والے آئمہ اور حکمرانوں کے ساتھ وفاداری دین کا تقاضا ہے۔

25ویں حدیث میں فرمایا: ((رَغِمَ أَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ)) وہ شخص ہلاک و برباد ہو جائے (آپ ﷺ نے یہ تین مرتبہ فرمایا)۔ پوچھا گیا کون؟ فرمایا: ((مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا، فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) ''جس نے اپنے ماں باپ میں سے دونوں یا ایک کو بڑھاپے میں پایا اور جنت نہ حاصل کی۔'' والدین کی خدمت کر کے جنت حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص یہ موقع گنوا دے اس سے بڑا بدقسمت شخص کون ہوگا۔

26ویں حدیث قدسی ہے جس میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رحمی رشتوں کو تخلیق کیا، اور رحم میرے نام سے منسوب ہے۔ لہٰذا جس نے رحمی رشتوں کو جوڑا، میں بھی اس کو جوڑوں گا اور جس نے ان کو توڑا میں بھی اس کو توڑ دوں گا۔ یعنی اپنی رحمت سے دور کر دوں گا۔

27ویں حدیث میں شرک کی ممانعت ہے۔ فرمایا: ((لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا)) ''اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے سجدہ کرنے کے لیے کہتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔'' یعنی اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں ہے۔ دوسرے پہلو میں بیوی کے لیے بھی ہدایت ہے کہ وہ شوہر کی فرمانبرداری کرے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو بیوی اپنے شوہر کی خدمت گزار اور فرمانبردار ہو اس کو آخرت میں اختیار دیا جائے گا کہ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔

28ویں حدیث حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہو اور میں تم میں سب سے بڑھ کر اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہوں۔'' اس میں شوہروں کے لیے ہدایت ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ میں اخلاقیات کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔

29ویں حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تین مرتبہ اللہ کی قسم اُٹھا کر فرمایا: ''جس کی ایذا رسانیوں سے اُس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو وہ مومن نہیں ہے۔'' آج ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں کہ ہم کس کس طرح دوسروں کو تکالیف دے رہے ہیں۔

30ویں حدیث میں فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو چھوٹوں کے ساتھ شفقت نہ کرے اور بڑوں کا ادب احترام اور اکرام نہ کرے۔''

آج ہمارے معاشرے میں اللہ کے رسول ﷺ کے ان احکامات کی کس قدر خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں، وہ ہم سب کے سامنے ہیں اور اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھ لیں۔ صرف جشن میلاد النبی منا لینے سے یا حضور ﷺ سے محبت کے زبانی دعوے کرنے سے ہم حضور ﷺ کے محبوب اُمتی نہیں بن سکتے۔ سچا اُمتی اور سچا مسلمان بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم حضور ﷺ کے احکامات کی پیروی بھی کریں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ربیع الاوّل کے مہینے میں حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ کا بھی مطالعہ کیا اور کروایا جائے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین بھی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کا سچا اُمتی اور سچا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

دین کی مضبوط عمارت قرآن حکیم اور سیرت نبوی ﷺ ہی کے دو بنیادی ستونوں پر قائم ہے: ڈاکٹر عارف رشید

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ نئی نسل نے جو تعلیم حاصل کی ہے اُس میں تو وہ بنیادی تعلیم ہے ہی نہیں جس کا دین نے تقاضا کیا ہے: حماد لکھوی

آپ ﷺ کا تجلیہ اور تخلیہ تمام لوگوں کے سامنے تھا، کوئی چیز ایسی نہیں تھی کہ جو مخفی ہو: ڈاکٹر عارف رشید

میزبان: وسیم احمد

''سیرت النبی ﷺ اور ہم''

پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف تجزیہ نگاروں، علماء کرام اور دانشوروں کا اظہار خیال

سوال: قرآن حکیم اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ایک مسلمان کے بنیادی دینی فرائض کیا ہیں؟

ڈاکٹر عارف رشید: یہ سوال تو بہت ہی تفصیل طلب ہے۔ اس پر گفتگو شروع کرنے سے پہلے میں چاہوں گا کہ ہر شخص جو مسلمان ہے، اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے مسلمان گھرانے میں پیدا کیا۔ اس لیے کہ ہم میں سے کسی کی اگر ولادت کسی ہندو، سکھ یا عیسائی گھرانے میں ہو جاتی تو شاید ایک فیصد سے بھی کم امکان ہوتا کہ ہمیں اسلام اور قرآن جیسی دولت ملتی۔ اور واقعتاً یہ اپنی جگہ بہت بڑی بات ہے کہ جب ہماری شعور کی آنکھ کھلی تو ہم نے اپنے بزرگوں کو نماز پڑھتے آتے جاتے، جمعہ کے لیے جاتے اور ہمیں بھی ساتھ لے جاتے اور اس کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک خصوصی محبت کا معاملہ دیکھا۔ جہاں تک قرآن حکیم اور سیرت النبی ﷺ کا معاملہ ہے تو یہ ہی اصل میں وہ دو بنیادی ستون ہیں کہ جس پر دین کی عمارت قائم ہوتی ہے۔ جہاں تک معاملہ اللہ پر ایمان کا ہے، اس میں اطاعت اور محبت دو چیزیں جمع ہوں گی یعنی عبادت رب۔ ''عبادت رب'' کی اصطلاح والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بہت عام کی کہ عبادت سے مراد صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہی نہیں ہے بلکہ پوری زندگی میں اللہ کی بندگی اختیار کرنا اصلاً عبادت ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان کا تقاضا اتباع رسول ﷺ ہے اور اتباع رسول ﷺ بھی اُسی اطاعت اور محبت دونوں جذبات کے ساتھ ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ ان دونوں کے بغیر نہ عبادت مکمل ہوگی نہ ہمارا اتباع مکمل ہوگا۔ قرآن حکیم کا مطالعہ کریں تو ہمیں پورا ضابطہ حیات ملتا ہے۔ قران حکیم نے واضح کر دیا ہے کہ ہمیں زندگی کیسی بسر کرنی ہے؟ سورۃ البقرہ میں اِس کی تفصیل کے ساتھ ساتھ عائلی اور معاشرتی نظام کے بارے میں احکامات ملتے ہیں اور بہت ہی باریکی سے تفصیل بیان کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام مذہب نہیں ہے بلکہ دین ہے۔ مذہب تو چند عقائد و مراسم عبودیت کا نام ہے جبکہ اللہ کے نزدیک تو اصل دین صرف اور صرف اسلام ہی ہے۔

اس حوالے سے اصل شے جو ہمیں مطلوب ہے وہ ہماری دینی ذمہ داریاں ہیں۔ قرآن حکیم اور سیرت مطہرہ ﷺ کا مطالعہ کریں تو یہ مکمل تصویر ہمارے سامنے واضح ہو جاتی

مرتب: خالد نجیب خان

ہے۔ گویا فرائض دینی کا تصور مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ عبادت رب یعنی اللہ کی بندگی پوری زندگی میں داخل نہ ہو۔ جیسا کہ فرمایا کہ:

﴿ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّۃً ۪﴾ (البقرۃ:208)

''اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

قرآن حکیم میں یہ حقیقت بیان کر دی گئی ہے کہ جزوی عبادت یا جزوی بندگی اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہے کہ اس کی بنیاد پر نجات ہو جائے گی۔

سورۃ البقرہ میں اگرچہ تذکرہ یہود کا ہے لیکن اصل میں جگہ جگہ ہمیں آئینہ دکھایا گیا کہ تم سے پہلے جو سابقہ اُمتِ مسلمہ تھی اُن کا کیا طرزِ عمل تھا اور ہم سے پہلے سابقہ اُمت یہود ہی تھی، تو وہاں صاف کہہ دیا گیا اللہ کی کتاب، اللہ کی شریعت کے ایک حصہ کو ماننا، اُس پر ایمان رکھنا، اُس پر عمل کرنا اور اللہ کی دی ہوئی شریعت جس کا تعلق ہماری عملی زندگی سے ہے، قول و فعل سے ہے، لین دین سے ہے، سیرت و کردار سے ہے، اُس کو بالکل بھلا دینا یہ تو گویا جزوی اطاعت ہوگی۔ دین میں پوری زندگی آتی ہے۔ ہماری زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو اس سے خالی ہو۔ تو قرآن حکیم کا مطالعہ کر لیں یا سیرت مطہرہ ﷺ کا مطالعہ کر لیجیے، تو وہاں سے جو چیزیں ہم اخذ کرتے ہیں، وہی اصل میں ہمارے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی کی بنیاد بنے گئیں۔

﴿وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۳۹﴾﴾

(آل عمران) ''اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مومن ہوئے۔''

تم ہی لازماً سربلند رہو گے۔ اگر واقعتاً تمہارے اندر ایمان موجود ہے۔ اور یہ بھی واضح فرمایا کہ اسوہ اور طریقہ صرف اللہ کے رسول ﷺ کا مقبول ہوگا جو اُس پر چلے گا وہی کامیاب ہوگا۔

﴿لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾

(الاحزاب:21) ''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے''

سوال: دور حاضر میں ہماری نوجوان نسل کو جو چیلنجز درپیش ہیں، اُن سے نپٹنے کے لیے وہ سیرت مطہرہؐ سے کیا اور کیسے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر حماد لکھوی: آج کے دور کے نوجوان کو اگرچہ بے شمار چیلنجز کا سامنا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ سب سے پہلا چیلنج ہمارے گھروں کا ماحول ہے۔ ہمارے گھروں کے ماحول میں نہ قرآن ترجیح ہے، نہ نبی پاک ﷺ کی سیرت ترجیح ہے، (الا ماشاء اللہ) ایسے ماحول میں جو بچہ آنکھ کھولتا ہے تو پھر ہم اُس کو پلے گروپ سے ہی آؤٹ سورس کر دیتے ہیں۔ ایسے سکولوں میں پڑھاتے ہیں جہاں نصاب غیر ملکی ہو، پھر جب وہ بڑا ہوتا ہے تو ڈگری بھی کسی ایسی ہی یونیورسٹی سے لینی ہے۔ یعنی اُس کی تعلیم اور اُس کی

تربیت دونوں کی ذمہ داری سکول اور کالج پر ڈال کر پھر ہم بیٹھے پریشان ہوتے ہیں کہ ہمارا نوجوان ہمارے ہاتھ میں کیوں نہیں ہے۔ تو جو سب سے بڑا چیلنج ہے وہ والدین کی طرف سے دی گئی تربیت اور پرورش ہے۔ اس میں ابتدائی تعلیم اہم ترین ہے یعنی اتنی دینی تعلیم دینا کہ قرآن سوچ سمجھ کر انسان پڑھنے کے قابل ہو جائے اور نبی پاک ﷺ کی سیرت سے اُس کو اتنا تعلق پیدا ہو جائے کہ پیدائش سے لے کر موت تک کے تمام معاملات اُس کو سمجھ آ جائیں کہ دین نے کیا ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ اتنی تعلیم حاصل کرنا ہر فرد کے لیے فرض ہے۔ ((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ)) ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔'' علم سے مراد دنیوی علم نہیں۔ یہ پرائمری پاس کرنا فرض نہیں ہے۔ یہ میٹرک پاس کرنا فرض نہیں ہے۔ یہ جو فرض ہے یہ العلم کی تعلیم ہے اور العلم سے مراد کتاب وسنت ہے تو کتاب وسنت کی اتنی تعلیم حاصل کرنا فرض ہے کہ کم از کم وہ پیدائش سے لے کر موت تک کے مسائل سے آگاہ ہو جائے۔ اگر ہمارے والدین اپنے بچوں کو اتنی تعلیم نہیں دیتے تو وہ گنہگار ہیں اور اگر ہم اتنی تعلیم نہیں لیتے تو ہم گنہگار ہیں۔

سپیشلائزڈ ایجوکیشن کہ مدارس میں پڑھا جائے، امہات الکتب کے تفکر میں جایا جائے یہ فرض نہیں ہے۔ یہ سپیشلائزڈ ایجوکیشن ہے، کسی نے لینی ہے لے، نہیں لینی نہ لے۔ لیکن قرآن سے اُس کا تعلق اتنا ہونا چاہیے کہ شروع سے آخر تک قرآن سمجھ کر پڑھنا آ جائے (یعنی تدبر القرآن) اور نبی پاک ﷺ کی سیرت کے ساتھ بھی تعلق ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر دھوکے کے سال آئیں گے، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا، خائن پر اعتماد کیا جائے گا اور امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا۔ اور ''رویبضہ'' بولنے لگے گا۔ پوچھا گیا، یہ کون ہے؟ فرمایا: ''حقیر (کم علم) کمینہ شخص جو عوام کے بڑے بڑے معاملات میں رائے دے گا۔'' (صحیح ابن ماجہ)

میں سمجھتا ہوں کہ یہ افسوس کا مقام ہے کہ نئی نسل نے جو تعلیم حاصل کی ہے، اُس میں تو وہ بنیادی دینی تعلیم ہے ہی نہیں۔ اس کی ابتدا کارٹون سے ہوتی ہے۔ میں نے اس نئی نسل کو دیکھا ہے کہ جو کام مشکل ہو، اس کو ناممکن سمجھ کے چھوڑ دیتی ہے۔

اس کا علاج یہی ہے کہ اس نسل کو دوبارہ قرآن اور سیرت النبی ﷺ سے جوڑا جائے۔ ان کی سمجھ ٹھیک ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾ (الانفال: 29) ''اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کے تقویٰ پر برقرار رہو گے تو وہ تمہارے لیے فرقان پیدا کر دے گا۔''

اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اندر ایک پیمانہ رکھ دے گا حق اور باطل کو سچ اور جھوٹ کو سمجھنے کا اور اس کی تفریق کرنے کا لہٰذا وہ فرقان ہر شخص کے اندر آ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ملے ہوئے اور بھی کئی چیلنجز ہیں۔ معاشرے کا چیلنج ہے، ماحول کا چیلنج ہے پھر میڈیا کا چیلنج ہے۔ سوشل میڈیا تو ایک بہت بڑا اعفریت ہے۔ سمجھیں کہ بندر کے ہاتھ میں ماچس آ گئی ہے تو وہ نقصان پر نقصان کرتا چلا جا رہا ہے۔

آج معاشرے میں دین سے متعلق جتنا بھی علم عوام الناس کے پاس ہے اور اس پر اگر وہ عمل بھی کر رہے ہیں تو اس میں مدارس اور اہلِ حق علماء ہی کے مرہون منت ہے۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں جس رواداری اور اخلاقیات کا درس ہمیں دیا، اُس کا عکس ہمارے اسلامی معاشروں میں نظر نہیں آتا؟

ڈاکٹر عارف رشید: اس کی سب سے بڑی وجہ تو وہی ہے کہ ہماری جو گرومنگ ہوئی ہے، اُس میں اللہ کی ذات پر ایمان اور اللہ کے رسول ﷺ کے اسوۂ جو ہمارے لیے آئیڈیل ہونا چاہیے تھے اُن کا عمل دخل نہیں رہا۔ تحمل، برداشت، رواداری یہ تمام چیزیں تو وہ ہیں جس کا تعلق انسانیت کے ناطے صرف دین اسلام سے نہیں ہے بلکہ واقعتاً اگر انسان میں انسانیت ہے تو اس میں یہ خوبیاں ہونی چاہییں۔ ہمارا دین تو اس کا سبق دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا مکی دور ہمارے سامنے ہے۔ 13 سال آپ ﷺ نے جو محنت کی ہے وہ سب کے سامنے ہیں۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو کیا کچھ نہیں کہا گیا، لیکن وہاں وہی برداشت تھی، یہ الگ بات ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ ہجرت فرما کے مدینہ تشریف لے آئے تو یہ صفات اپنی جگہ رہیں مگر وہاں اینٹ کا جواب پتھر سے دینا بھی ضروری تھا کیونکہ اللہ کے دین کا غلبہ مطلوب تھا۔

﴿اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝۵﴾ (المزمل)

''ہم عنقریب آپؐ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں۔''

لہٰذا وہی رسول اللہ ﷺ گھوڑے کی پیٹھ پر ننگی تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔

بے شک مسلمان تو ہے ہی وہ کہ جس کے ہاتھ اور اس کی زبان کی ایذا رسانی سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

سوال: یہ فرمائیں کہ ہم نے دینی تعلیم کو صرف دینی مدارس تک محدود کر دیا ہے تو کیا یہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات، کے خلاف بات نہیں ہے؟

ڈاکٹر حماد لکھوی: مدارس نے دین کے تحفظ کے لیے بڑی شاندار خدمت کی ہے اور یہ وہ این جی اوز ہیں کہ انہوں نے بغیر کسی حکومتی سرپرستی کے اور بغیر کسی حکومتی تعاون کے ہر دور میں دین کو قائم رکھا ہے۔ آج معاشرے میں دین سے متعلق جتنا بھی علم عوام الناس کے پاس ہے اور اس پر اگر وہ عمل بھی کر رہے ہیں تو اس میں مدارس اور اہلِ حق علماء ہی کے مرہون منت ہے۔ وہاں جتنی بھی دین کی تعلیم دی جا رہی ہے وہ سپیشلائزیشن ہے۔ ان کی دی گئی تعلیم میں وہ جامعیت پائی جاتی ہے جس کا تقاضا ہے جبکہ دوسری طرف کالجز، یونیورسٹیز میں خاص طور پہ ہائر ایجوکیشن میں ہر شعبے کی الگ تعلیم دی جاتی ہے اور ہر شعبے کی الگ تعلیم میں جو دینیات یا اسلامیات ہے یہ ایک ڈسپلن کی حیثیت رکھتا ہے۔

سوال: اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور نبی کریم ﷺ رحمت اللعالمین ﷺ ہیں۔ آپ فرمائیے کہ نبی کریم ﷺ نے تجارت میں ذخیرہ اندوزی اور سود کی ممانعت کی اور اسلام کا مکمل معاشی نظام دیا ہے، ان ساری تعلیمات کو لے کر آج کا معاشرہ کہاں کھڑا ہے؟

ڈاکٹر عارف رشید: ہم اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں تو شروع کے تقریباً 25 برس تو اُس میں سے نکال دیجیے کہ جس میں بچپن بھی ہے، لڑکپن بھی ہے، اس کے ساتھ سکول، کالجز اور یونیورسٹیوں کی تعلیم بھی ہے، اس کے بعد انسان عملی زندگی میں آتا ہے۔ اب 25 برس سے لے کر ساٹھ یا ستر برس تک کا دورانیہ ہے، اس کا تجزیہ کریں تو واقعتاً ہماری جو وقت کی تقسیم ہے، 24 گھنٹے میں سے 8 گھنٹے تو نیند اور استراحت کے نکال دیجیے۔ بقیہ کچھ اور مصروفیات بھی ہیں اور بقیہ جو وقت بچتا ہے اُس کا بڑا حصہ ہماری معاش سے متعلق ہے۔ اس ضمن میں دین نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ نمونہ کامل محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، اس لیے کہ یہ تمام وہ چیزیں ہیں کہ جس سے ہر شخص گزرتا ہے۔ اب حضور ﷺ کی تعلیم کو اگر ہم اپنے سامنے رکھیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا)) ''جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' (جامع ترمذی) کوئی شخص ملاوٹ کر رہا ہے۔ تو اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو یہ تمام چیزیں وہ ہیں کہ جن

کا تعلق ہماری معاش سے ہے اور ہماری زندگیوں کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ کوئی شخص صبح 8 بجے گھر سے نکلتا ہے اور رات 8 بجے واپس آتا ہے یہ بارہ گھنٹے جو اُس نے گزارے، کس کام کے لیے گزارے ہیں کچھ کمائی کر رہا ہے معاش کے لیے گزارے۔

جو شخص بھی قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور واقعتاً ایمان اس درجے کا جو اس کے عمل، سیرت و کردار پر بھی اثر انداز ہو اور اس کے ساتھ ہی اسوۂ محمدی ﷺ اور فرامین نبی ﷺ اُس کے سامنے رہتے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا ایک شخص وہ ہے جس نے صبح سے شام تک لگاتار محنت کی لیکن یہ کہ شام کو گھر لوٹا تو اپنی گردن کو آگ سے آزاد کرا کر لوٹا، راست باز رہا، اُس نے کسی قسم کی بددیانتی نہیں کی اور دوسرا شخص وہ ہے کہ اُس نے صبح سے شام تک جو کیا اُس میں وہ اُس اخلاق سے کوسوں دور رہا جو ہمارا دین ہمیں سکھاتا ہے۔

ہمارا اصل فوکس اگر صرف دنیا اور یہاں کی چمک دمک اور یہاں کی زیب و زینت ہو جائے گی تو یہ تمام چیزیں اسی کے مظاہر ہیں کہ جس میں سے آدمی گزرتا ہے۔ واقعتاً یہ اپنی جگہ بہت بڑی حقیقت ہے کہ ہماری زندگی کا ایک بڑا حصہ جس کا تعلق ہماری معاش سے ہے، کچھ اچھا نہیں ہے۔ آپ نے سوال میں سود کا ذکر بھی کیا تھا، اس حوالے سے میں عرض کروں کہ سالہا سال کی محنت تھی اور کتنا کچھ کام اس میں کیا گیا اور موٹی موٹی فائلیں مرتب کر لی گئیں، پھر وفاقی شرعی عدالت نے بھی فیصلہ دے دیا کہ واقعتاً بینک انٹرسٹ سود ہی ہے لیکن آج اس فیصلے کو بھی کم و بیش ساڑھے تین سال گزر چکے، ہماری کوئی پیشرفت نہیں۔ سوائے اس کے کہ لمبی لمبی ڈیڈ لائنز دے دی جاتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ تو طور طریقے وہ نہیں ہیں جن سے اللہ کی رحمت کے بھی ہم امیدوار ہوں۔

سوال: سمارٹ فون کے ساتھ ہم لوگ جڑے ہوئے ہیں۔ اس کو خوش قسمتی کہیں یا بدقسمتی کہ ہماری سوسائٹی میڈیا گائیڈڈ سوسائٹی بن چکی ہے، یہ فرمایئے کہ سوشل میڈیا کے ذریعے سے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات جو نوجوان نسل تک پہنچ رہی ہیں، کیا یہ درست تعلیمات پہنچ رہی ہیں؟

ڈاکٹر حماد لکھوی: اگر ہم آج کے دور کے بحران کی بات کریں تو سب سے بڑا بحران اخلاقی بحران ہے اور اخلاقیات میں سب سے پہلی بات وہ ہے جس کی طرف ڈاکٹر عارف رشید صاحب اشارہ کر رہے تھے کہ سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنا اور پھر اس کے ساتھ جڑی ہوئی ساری چیزیں ہیں۔ اب نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ مومن کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ مومن بزدل ہو سکتا ہے، کنجوس ہو سکتا ہے مگر کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

سوشل میڈیا پر جو ایکٹیویٹیز مل رہی ہیں اور خصوصاً نوجوانوں کو وہ ساری اس طرح کی ہی ہیں۔ رہ گئی بات سیرت کی تو اگر کہیں کبھی کوئی حدیث آجاتی ہے تو اس کا تعین نہیں کیا جا سکتا کہ جھوٹ ہے کہ سچ ہے۔ یعنی حدیث کہی ہوگی حوالہ بھی نیچے دیا ہوگا مگر وہ حدیث سرے سے ہوتی ہی نہیں ہے مگر وہ شیئر ہو رہی ہے۔ اس طرح سے

> **یہ اپنی جگہ بہت بڑی حقیقت ہے کہ ہم میں سے اکثر کی زندگی کا ایک بہت بڑا حصّہ جس کا تعلق ہماری معاش سے ہے، دین سے مطابقت نہیں رکھتا۔**

جھوٹ پھیلایا جا رہا ہے۔ نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے پہنچائے اور ہم ہر سنی سنائی بات کو بلا تحقیق آگے پھیلاتے جاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ آپ پڑھیں مگر اس کی تصدیق اصل کتاب سے ضرور کر لیں۔ سیرت کا علم حاصل کرنا ہے تو اس کے لیے سوشل میڈیا نہیں ہے۔ سوشل میڈیا آپ کو مستند بات نہیں بتائے گا۔ سیرت کے لیے آپ کو پڑھنا ہے تو نبی پاک ﷺ کی سیرت کی جو مستند کتابیں ہیں، اُنہی کو پڑھنا پڑے گا۔ البتہ آن لائن سورسز میں پی ڈی ایف کتابیں موجود ہیں۔ پی ڈی ایف کتاب پڑھ لیں وہ اوریجنل کتاب ہی ہوگی۔

سوال: ایک عام مسلمان جب کسی سکالر کی گفتگو سنتا ہے تو وہ سوچتا اور ارادہ کرتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اپنے اللہ کی طرف لوٹتا ہوں۔ کوشش کرتا ہے کہ اپنے اعمال درست رکھے۔ اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر چلے اور اپنی دنیا اور آخرت سنوارنے میں لگ جاتا ہے۔ ایک ایسے عام آدمی کے لیے سیرت النبی ﷺ سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

ڈاکٹر عارف رشید: ہمارے لیے تو سب سے بڑی موٹیویشن نبی اکرم ﷺ کا اسوۂ اور آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک ہے اور آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ اس درجے کی محبت کہ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) (صحیح بخاری)

’’تم میں سے کوئی شخص مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اُس کے دل میں میری محبت تمام انسانوں سے حد یہ کہ اپنے والدین سے بھی بڑھ کر نہ ہو۔‘‘

اگر یہ محبت زبانی کلامی ہے، اگر کسی مسلمان کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تعلق ایک جذباتی تعلق نہیں ہے تو گویا کہ وہ تو ابھی پہلی سیڑھی پر قدم ہی نہیں رکھ رہا۔ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے سوال کیا گیا تھا کہ حضور ﷺ کی گھر کے اندر کی زندگی کیسی تھی، ظاہر ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی تو ایک کھلی کتاب کی طرح تھی لیکن اس کے باوجود بھی صحابہؓ کے اندر یہ پیاس تو ہوتی تھی کہ اس کے بارے میں بھی کچھ سوال کریں؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ کہا کیوں نہیں پڑھتے؟ قرآن تو پڑھتے ہیں تو پھر انہوں نے فرمایا: ’’آپؐ کا اخلاق سراسر قرآن تھا۔‘‘ (رواہ مسلم)

گویا کہ نبی اکرم ﷺ تو قرآن مجسم تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے زیادہ تو آپ ﷺ کی تخلیہ کی زندگی سے بڑھ کر کوئی واقف نہیں ہے، اگرچہ آپ ﷺ کا تجلیہ بھی تمام لوگوں کے سامنے تھا، اُس میں کوئی چیز ایسی نہیں تھی کہ جو مخفی ہو۔

جہاں تک بات عام آدمی کی ہے جو گناہوں سے تائب ہو کر صحیح راستے پر چلنے کا ارادہ اور پھر کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کے سابقہ گناہوں کو مٹا کر اُن کی جگہ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ایسا شخص اگر اس صحیح راستے پر مرے تو جنت میں جائے گا۔ ان شاء اللہ!

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ ڈاکٹر عارف رشید: صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

2۔ ڈاکٹر حماد لکھوی: معروف عالم دین و سابق ڈین شعبہ اسلامک سٹڈیز، جامعہ پنجاب

میزبان: وسیم احمد: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

احکم الحاکمین کے فیصلے

ابو موسیٰ

فطرت کی کارگزاری صرف انسانوں کے لیے ہی نہیں جانوروں اور نباتات و جمادات کے لیے بھی انتہائی مفید ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسے پُرسکون رواں دریا کی مانند ہوتی ہے جو فصلوں کو ہی نہیں انسانی زندگی کو بھی سرسبز و شاداب کر دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فطرت کے تقاضوں سے ہم آہنگی انسان کی روحانی قوت کی تقویت کا باعث بنتی ہے۔ لیکن جس طرح دریا کے خاموش بہتے ہوئے پانی میں سنگ باری کی جائے تو اُس کی موجوں میں تلاطم اور ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح فطری اصولوں کے رد کرنے اور اُن کی سنگین خلاف ورزی سے اہلِ زمین کو اُس کی غضب ناکی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فطرت کے لیے انگریزی کا لفظ (Nature) زیادہ موزوں اور مطلب بردار ہے۔ یوں کہہ لیں کہ جسے ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ وہ خالق ہے اور قادرِ مطلق بھی ہے۔ مذہب سے فاصلہ رکھنے والے بعض لوگ اُسے (Nature) کہتے ہیں۔

بہرحال ہمارے نزدیک فطری تقاضوں سے متصادم رویہ درحقیقت اللہ، اللہ کے رسول ﷺ اور شریعت کی نافرمانی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ انسان کے رویے اور کون کون سے اعمال اللہ رب العزت کے غضب کا باعث بنتے ہیں۔ راقم کی رائے میں یوں تو تمام خلافِ اسلام اور غیر شرعی اعمال اللہ رب العزت کے غضب کا باعث بنتے ہیں لیکن جو شے اللہ کے غضب میں شدت بلکہ انتہائی شدت پیدا کر دیتی ہے۔ اُن میں عدل سے انحراف اور ظلم کا ارتکاب سرفہرست ہے۔ اس پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو شرک کو بدترین گناہ قرار دیتا ہے اور سودی لین دین کو اپنے خلاف اور اپنے رسول ﷺ سے جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ شرک کے بارے میں بھی تو اللہ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿١٣﴾﴾ (لقمان) ’’یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔‘‘ اور سود خوری انسانیت کے خلاف بدترین استحصالی عمل ہے۔ گویا یہ بھی انسان کا انسان کے خلاف بدترین ظلم ہے۔ راقم کی رائے میں نظریاتی طور پر شرک اور عملی طور پر سودی لین دین بھی اس لیے اللہ کے ہاں بدترین گناہ ہیں کہ ان سے عدل کا انکار اور ظلم کا ارتکاب ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ظلم و ستم اور جبر و استبداد ایک حد سے بڑھ جائے۔ جب ریاست ہر اٹھنے والا سر کچل کر رکھ دے، جب عدالتیں ہی زنجیروں میں جکڑ دی جائیں، جب قاضی خود عدل کے لیے دربدر ہونے لگیں، جب لاٹھی بھینس کو ہی یرغمال بنا لے۔ جب سوال اٹھانے والے ہی کو اُٹھا لیا جائے۔ جب دیواروں کو کان ہی نہیں آنکھیں بھی لگ جائیں جب چادر چار دیواری کا تحفظ ریزہ ریزہ ہو جائے جب مظلوم کی چیخوں پر قہقہے لگیں۔ جب آزادی قوت کے در پر اوندھے منہ گری پڑی ہو۔ جب زبان گنگ کر دی جائے اور جب سوچوں پر پہرے لگ جائیں اور سانس کو بھی مدہم کرنا پڑے اور جب محافظ قہر بن کر اپنوں پر ہی ٹوٹ پڑیں جب مظلوم کی صدا بہرے کانوں سے ٹکرا کر دم توڑ جائے اور جب آسمانوں کی طرف اٹھنے والی نگاہیں پتھرانے لگیں تو پھر آسمان بادلوں کو گرجنے اور برسنے کا ہی نہیں پھٹ جانے (Cloud burst) کا حکم بھی دیتا ہے۔ وہاں بھی سیلاب کی صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے جہاں آس پاس کوئی دریا نہیں ہوتا۔

دنیوی عدل کے حوالے سے مصلحتیں، سیاست دانوں، سیاسی و مذہبی جماعتوں اور واعظین کے لیے آڑ ہو سکتی ہیں لیکن آسمان کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں وہ بالآخر ہر قسم کی پردہ داری کو پاش پاش کر کے اپنا فیصلہ سنا دیتا ہے۔ آج یہ قوم فیصلہ بُھگت رہی ہے۔ وطنِ عزیز میں یوں تو عدل روزِ اوّل سے ہی کسی مثالی حالت میں نہیں ہے۔ لیکن گزشتہ تین سال سے آئین، قانون اور اُن کے تحت ادارے کا حلیہ بگاڑ کر انصاف کا جنازہ نکالا گیا اور سیاسی مخالفین پر ظلم روا رکھا گیا ہے اُس کی بھی مثال اور نظیر تلاش کرنا مشکل ہو گی یقیناً جنرل ضیاء الحق کے دور میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں پر بہت ظلم کیا گیا۔ اُنہیں جیلوں میں بھیجا گیا، اُنہیں کوڑے مارے گئے، لیکن یہ سب کچھ بہت کم وقت کے لیے تھا۔ پیپلز پارٹی کے کارکن جلد ہمت ہار گئے گویا ظلم میں شدت تو تھی اور بہت زیادہ تھی لیکن ظالمانہ کارروائیوں کا دورانیہ ہرگز زیادہ نہ تھا اور جلد ہی جنرل ضیاء الحق حالات پر کم از کم ظاہری طور پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دے دی گئی اور بقول اکثر قانونی ماہرین اُن کا عدالتی قتل ہو گیا تو پیپلز پارٹی کوئی واضح اور مستقل ردِعمل دینے میں ناکام رہی۔ لاہور میں تو چند عیسائیوں نے خود سوزی کی کوشش کی جو پولیس نے ناکام بنا دی۔ ایم کیو ایم نے بھی اپنے خلاف ظلم ہونے کی آواز اُٹھائی۔ لیکن ان کے بارے میں تو پہلے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ایم کیو ایم ظالم زیادہ تھی یا مظلوم زیادہ تھی۔ اس کا صحیح فیصلہ ہم نہیں کر سکتے آنے والے وقت میں مورخ ہی کرے گا۔ یہ غالباً جنرل بابر کے آرمی چیف ہونے کے دوران کے واقعات ہیں، جب ایم کیو ایم کے کارکنوں کے گھروں کا تقدس پامال ہوا۔ چادر چار دیواری پر بھاری بوٹ چڑھ دوڑے۔ اُن پر تشدد ہوا لیکن یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ ایم کیو ایم کا اس آپریشن سے پہلے اور جنرل بابر کی وفات کے بعد کیا رویہ تھا، اُس کی بھی کم ہی مثال ملے گی۔ سیاسی مخالفین کی بوری بند لاشیں سڑکوں پر عام دستیاب تھیں۔ سندھ کے شہروں میں ٹارچر سیل بنائے گئے تھے جہاں اپنے مخالفین سے انسانیت سوز سلوک کیا جاتا تھا۔

ایک روایت کے مطابق جن پولیس اہلکاروں نے ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کے دوران کارکنوں سے زیادتیاں کی تھیں، وہ وقت بدلنے پر پنجاب فرار ہو گئے تھے۔ نواز شریف کو مجبور کیا گیا کہ اُنہیں سندھ واپس بھیجا جائے۔ پھر اُن سے جو سلوک ہوا، وہ ناقابلِ بیان ہے۔

گویا ایم کیو ایم کے ساتھ ظلم ہوا اور یقیناً ہوا لیکن وہ بھی کبھی اس ظلم کا جواب دینے میں پیچھے نہ رہے۔ ظلم، جبر کا معاملہ یہ تھا کہ کراچی میں بلدیہ ٹاؤن کی ایک فیکٹری کے سینکڑوں ملازمین ہلاک کر دیئے گئے کیونکہ اُنہوں نے ایم کیو ایم کا مطالبہ مسترد کر دیا تھا گویا ظلم دو طرفہ تھا۔ لیکن گزشتہ تین سال سے یک طرفہ ظلم بدترین انداز میں ہو رہا ہے۔ اس ظلم کی بنیاد 9 مئی کا سانحہ بتایا جاتا ہے، حالانکہ ظلم کسی نہ کسی صورت میں پہلے بھی ہو رہا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ 9 مئی کے سانحہ کی کون مذمت نہیں کرے گا لیکن پہلے یہ تو طے ہونا چاہیے کہ اس بدنما واردات کا ماسٹر مائنڈ اور محرک کون تھا۔ حکومت اور اسٹیبلشمنٹ اس کا ذمہ دار تحریکِ انصاف کے کارکنوں کو قرار دے کر دھڑا دھڑ دس دس سال کی قید سنا رہی ہے۔ پنجاب کا سابق گورنر سرفراز چیمہ، سینٹر اعجاز اور یہاں تک کہ 72 سالہ Cancer Survior یاسمین راشد بھی جو پہلے ہی دو سال سے قید ہیں، انہیں دس سال کی سزا کی نوید سنائی گئی ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب دونوں فریق ایک دوسرے پر اس سانحہ کے ارتکاب کا الزام لگا رہے ہیں تو ایک فریق خود جج کیسے بن سکتا ہے اور فیصلے صادر کر سکتا ہے۔ عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ غیر جانبدارانہ تفتیش کی جائے ''TV'' فوٹیج کا بغور جائزہ لیا جائے اور باریک بینی سے شناخت کا عمل بروئے کار لایا جائے۔ اگر اُس میں تخریب کاری اور گھیراؤ جلاؤ کی کارروائیوں میں تحریکِ انصاف کے کارکن ملوث پائے جائیں تو اُنہیں قرار واقعی سزا دی جائے اور قیادت معافی بھی مانگے، لیکن محض نعرہ بازی کو سزا کی بنیاد بنانا قرین انصاف نہیں۔

اب آخر میں ہم اُس ظلم کی طرف آتے ہیں جو نصف صدی سے اس ملک پر اور اس کو عوام پر ہو رہا ہے۔ ایک وقت تھا کہ پاکستان کی معاشی حالت اتنی مضبوط تھی کہ بھارت کی کرنسی کا بھاؤ پاکستانی کرنسی سے نصف ہوتا تھا۔ جاپان اور جرمنی جیسے ممالک جو آج معاشی استحکام کی بلندیوں پر ہیں، اُنہیں پاکستان نے قرض دیا تھا اور آج پاکستان کا حال یہ ہو گیا ہے کہ ہم بڑے فخر سے اعلان کرتے ہیں کہ ڈیفالٹ ہونے سے بچ گئے ہیں۔ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے حق اور سچ کی بات یہ ہے کہ گزشتہ نصف صدی سے مسلط شریف، زرداری خاندان اور وقتاً فوقتاً قابض طالع آزما اس کے حقیقی اور اصلی ذمہ دار ہیں۔ دلچسپ بات کہہ لیں یا شرم ناک کہہ لیں پاکستان کی اقتصادی حالت اپنے بدترین دور سے گزر رہی ہے اور عوام کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ گرانی نے عوام کو زندہ درگور کر دیا ہے گزشتہ تین سال میں عوام کی بہت بڑی تعداد غربت کی لکیر سے نیچے چلی گئی ہے لیکن دونوں سیاسی خاندانوں اور وقتاً فوقتاً مسلط ہونے والے طالع آزماؤں کی بیرونِ ملک جائیدادوں اور بینک بیلنس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ گویا لوٹ کھسوٹ کا ایسا بازار گرم ہے کہ الاماں الحفیظ۔ حقیقت یہ ہے کہ 1947ء سے پہلے مارشل لاء تک سیاسی عدم استحکام تو یقیناً تھا لیکن حکمران لوٹ مار میں یوں ملوث نہیں تھے۔ بعدازاں ملک دولخت ہوا تو پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ باری باری اقتدار میں آنا شروع ہوئے اور آج تک آ رہے ہیں۔ دلچسپ بلکہ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ جب کوئی فوجی طالع آزما قوم پر مسلط ہو جاتا تو ان دو خاندانوں میں سے کبھی ایک خاندان مقتدر قوتوں کے ساتھ مل کر لوٹ مار کرتا اور کبھی دوسرا کرتا ہے۔ قوم کی بدقسمتی ملاحظہ ہو کہ اب یہ دونوں خاندان یک جان دو قالب ہو گئے ہیں اور یہ خبر عام ہے کہ گزشتہ پون صدی میں اتنی کرپشن نہیں ہوئی جتنی 2022ء سے اب تک ہوئی ہے اور ہو رہی ہے اور اب اگر کوئی یہ پوچھے کہ آسمان سے عذاب کیوں نازل ہو رہا ہے تو اُس کی سادگی پر مرنے کو جی چاہتا ہے۔

ایک سوال اکثر کیا جاتا ہے کہ سیاسی ظلم یا معاشی لوٹ مار تو یہ بڑے بڑے کرتے ہیں اور عذاب میں غریب مارا جاتا ہے تو جواب عرض ہے کہ ایک تو اس سیلاب اور Cloud brust میں امیر بھی مرا ہے۔ پھر یہ کہ فطرت کا اصول ہے کہ دنیوی عذابوں میں گیہوں کے ساتھ گھن بھی پِستا ہے۔ علاوہ ازیں عام لوگ غریب ہوں یا امیر اُن کا بہت بڑا قصور بھی یہ ہے کہ وہ شروع میں ظلم کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے۔ کسی ایک جماعت یا طبقے کے ساتھ ظلم ہو رہا ہو تو باقی تماشا دیکھتے ہیں۔ سوچ یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ بھی ہے ہم تو محفوظ ہیں بلکہ اس ظلم کے نتیجہ میں کوئی فائدہ نظر آئے تو اُسے سمیٹنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عدل اس وقت پاکستان میں جان کنی کی حالت میں ہے اور آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ لہٰذا ظلم بڑھتا چلا جاتا ہے اور بالآخر آسمان اپنا فیصلہ صادر کر دیتا ہے۔ چھوٹے بڑے، امیر غریب سب اس کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں اور ہمارے پاس رونے پیٹنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ جہاں تک حالیہ یعنی 2025ء کے اس سیلاب کا تعلق ہے، حقیقت یہ ہے کہ 2010ء کے سیلاب کے بعد فلڈ کمیشن قائم کیا گیا تھا جس نے انتہائی محنت اور عرق ریزی سے سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچاؤ کے حوالے سے انتہائی مفید اور گراں قدر سفارشات پیش کی تھیں لیکن مجال ہے کہ گزشتہ پندرہ سال میں بلا استثنیٰ کسی ایک حکومت نے بھی ان سفارشات پر عمل کیا ہو۔ اس سیلاب میں بے شمار انسان اپنی جانوں سے ہاتھ دھو گئے لوگوں کی جائیدادیں تباہ ہو گئیں، مال مویشی ہلاک ہو گئے لیکن سیاست دانوں کے پاس وہی رٹے رٹائے بیانات ہیں کہ یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے اور پھر یہ کہ عوام بھی اپنا حق لینے کے لیے کھڑے ہونے کو تیار نہیں لہٰذا آسمان سے فیصلے نازل ہو رہے ہیں۔

یاد رکھیں! یہ عذاب اُس وقت تک نہیں ٹل سکتے جب تک اس ملک میں عدل و قسط کا نظام قائم نہیں ہو جاتا۔ ایسا عادلانہ نظام جو ظلم ہونے پر فوراً مظلوم کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور کون نہیں جانتا کہ اسلام ہی وہ واحد نظام ہے جو ہمارے لیے ہی نہیں ساری دنیا کے لیے امن و سلامتی کا پیغام ہے۔ آسمان کے غضب سے بچنے کے لیے آسمان والے کی بات ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا﴾ (بنی اسرائیل: 8) ''اور اگر تم نے وہی روش اختیار کی تو ہم بھی وہی کچھ کریں گے۔'' یہ کسی انسان کا نہیں، احکم الحاکمین کا فیصلہ ہے۔ جو نافذ ہو کر رہتا ہے اور ہمارے پاس اپنے گناہوں سے تائب ہونے اور رجوع الی اللہ کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ اے اللہ ہماری توبہ کو قبولیت بخش اور ہم پر رحم فرما۔ آمین ثم آمین!

❀❀❀

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے رفیق محترم محمد طلحہ خورشید کے والد دل کے عارضے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0326-0082542

☆ حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم گلشن جمال کے رفیق محترم عارف شاہد کے بیٹے اور محترم خالد عظیم کی بیٹی کی طبیعت انتہائی ناساز ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اتحادِ اُمّت کا نصب العین

اتحادِ امت کا نصب العین ہر دردمند مسلمان کے لیے بڑا دلآویز اور خوش کن ہے مگر عملاً یہ اتحادِ امت کا معاملہ اتنا ہی پیچیدہ اور مشکل نظر آتا ہے۔ اس موضوع پر فیصل مسجد کمپلیکس اسلام آباد میں منعقدہ ایک قومی کانفرنس میں انجینئر مختار فاروقی مرحوم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا، جسے ہفت روزہ ندائے خلافت کے قارئین کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ قارئین اس کو دلچسپی سے مطالعہ فرمائیں گے۔ (ادارہ)

اسلام میں فکر اور سوچ کے ایک سے زیادہ دھارے اور دبستان ہیں اور یہ ختم نبوت کا فیضان ہے۔ علامہ اقبال نے ختم نبوت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کہا ہے اور بنی آدم کی فکری و نظری بلوغت کے تاریخ ساز عہد میں مسلسل آسمانی ہدایت یا انگلی پکڑ کے چلنے کی بجائے تحریری آسمانی آخری مکمل ہدایت دے کر فکر انسانی پر مکمل اعتماد قرار پایا ہے کہ انسان میں جو روحانی پہلو یا خودی ہے (جسے بجاطور پر علامہ اقبال کے فکر کا نقطۂ ماسکہ کہا جا سکتا ہے اور جسے انہوں نے ''نقطہ نوری کہ نام او خودی است'' فرمایا ہے) اس کے تحت قرآن مجید کی ہدایت کے ساتھ کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکے گا۔

جب تک نبوت کا سلسلہ جاری تھا اور نبی آتے تھے اس وقت تک نبی ہی کہہ سکتا تھا اور کہتا تھا کہ 'الحق' میرے ساتھ ہے جو نبی کا مخالف ہے یا دوسرے کیمپ میں ہے وہ 'کافر' اور 'گمراہ' ہے۔ ختم نبوت کے بعد مسلمانوں کے اندر اب قرآن اور حدیث کی تشریحات کے نظری فرق کا موجود ہونا اسی لیے رحمت قرار دیا گیا ہے کہ یہ فطری امر ہے۔

فروعی اختلاف کی اس رحمت کے سائے میں مسلمانوں کو بنیادی طور پر متحد اور ایک 'بنیانٌ مرصوص' ہونا چاہیے، مگر بوجوہ عملاً ایسا نہیں ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ عالمی سطح پر مسلمانوں کا مغربی طاقتوں کا غلام ہونا ہے۔ گزشتہ تین چار صدیوں سے مسلمان زوال پذیر ہیں اور مغربی اقوام نے بقول ہنٹنگٹن (مصنف: تہذیبوں کا تصادم) کسی فلاحی اور آفاقی نظریہ کے تحت دنیا کو فتح نہیں کیا بلکہ منظم ظلم و تشدد کر کے (جو انہوں نے رومی اور یونانی آباء و اجداد سے ورثہ میں پایا ہے) اپنا تسلط قائم کیا ہے۔ اس غلامی کے اثرات آج بھی عالم اسلام پر نمایاں ہیں اور بالخصوص جنوبی ایشیا کے مسلمانوں میں نوشتۂ دیوار ہیں۔ بجاطور پر سیکولر اور بے دین بالادست اور فاتح قومیں محکوموں کو DIVIDE & RULE کے سیاہ اُصول کے تحت ہی اپنی ظالمانہ حکومت کے استحکام کے لیے کوشاں رہی ہیں اور مغربی صہیونی (پہلے برطانوی اور اب امریکی) استعمار نے بھی یہی کیا تھا اور اب بھی جنوبی ایشیا سے جاتے جاتے یہی کچھ کر رہا ہے۔ امید ہے کہ علامہ اقبال کا حوالہ مفید مطلب ہوگا۔ آپ نے فرمایا:

بیا تا کارِ ایں اُمت بسازیم
قمارِ زندگی مردانہ بازیم!
چناں نالیم اندر مسجد شہر
کہ دِل در سینۂ مُلّا گدازیم!

ترجمہ: ''(امت مسلمہ اور ملت کا درد رکھنے والو!) آؤ کہ اس اُمت (کی بھلائی اور بیداری) کے لیے کام کریں اور جواں مردوں کی طرح (اس کام میں) سب کچھ جھونک دیں (تاکہ اللہ آخرت میں ہمیں سرخرو کر دے) ہم مسلمانوں کے عوام و خواص کے سامنے یوں نالہ و فریاد کریں کہ مسلمان اہل علم کا دل نرم کر دیں (کہ وہ بھی اس کام میں لگ جائیں)''

اور مزید فرمایا کہ:

نغمہ کجا من کجا ساز سخن بہانہ است
سوئے قطار می کشم ناقہ بے زمام را

چنانچہ عالمی مغربی صہیونی استعمار کی DIVIDE & RULE کی پالیسی کی ستائی اس قوم کے علاج کے لیے اقدامات کوئی لاینحل مسئلہ نہیں ہے جنوبی ایشیا میں مسلمان انگریزوں کے منحوس سائے سے پہلے بھی آرام سے رہ رہے تھے لہٰذا ہم مسلمان درج ذیل اقدامات کر کے اپنے اندر اتحاد پیدا کر کے مستقبل کی منظم قوت بن سکتے ہیں۔

1۔ گزشتہ تین صدیوں کے اختلافات کو بھلا کر جنوبی ایشیا کے مسلمان اٹھارھویں صدی میں جائیں تو بآسانی اس دور کا ماحول پیدا کر کے بھائی بھائی بن سکتے ہیں۔ مسلمان اپنے ماضی کی شاندار روایات کے تحت 1920ء تک متحد تھے اور حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندی ؒ کی جمعیت علمائے ہند میں جنوبی ایشیا کے تمام مسالک کے علماء موجود تھے شیعہ، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، فرنگی محلی، بدایونی وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا —— آج بھی اسی بنیاد پر اتحاد بین المسالک کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے۔

2۔ اتحادِ اُمت کے لیے کسی نصب العین اور کسی مشترکہ پیغام کا ہونا ضروری ہے کہ جس کی ضرورت کے طور پر تمام مسالک کے اربابِ حل و عقد و اکابرین ہنگامی بنیادوں پر اس کام کو سرانجام دینے کے لیے کمر ہمت کس لیں اور اکٹھے ہو جائیں۔ ہمارے نزدیک اس مشترکہ نصب العین کے لیے امت مسلمہ کے مقصد وجود کے بارے میں جو الفاظ قرآن مجید میں ہیں:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ﴾ (البقرۃ:143) ''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔''

اور جس کی تشریح بجاطور پر حضرت محمد ﷺ نے فرمائی کہ قربِ قیامت میں امت مسلمہ کے ہاتھوں اتمامِ حجت اور شہادت علی الناس کے فریضہ کے طور پر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دور آئے گا اور اب یہ دور عالمی سطح کا ہوگا۔ پہلے کسی ایک ملک میں یہ نظام آئے گا پھر بڑھتے بڑھتے عالمی خلافت پر منتج ہو جائے گا۔ اسے اسلام کا عالمی غلبہ کہیں یا نظام مصطفیٰ ﷺ کہیں یا نظام خلافت کہیں یا انقلاب اسلامی کے لفظ سے تعبیر کریں اس کے تحت عدل و انصاف، عدلِ اجتماعی، کفالت عامہ اور اسلامی قوانین کا نفاذ ہو کر رہے گا۔ علامہ اقبال نے اسی موقع کے لیے فرمایا ہے:

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

اس عظیم مقصد وحید کے لیے تمام مسالک کو جمع ہو جانا چاہیے اور ارادہ کر لیا جائے تو یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔

3۔ اس مقصد کے لیے ایک ضروری کام یہ ہے کہ امت اور ملت کی سطح پر اتحاد کے لیے مسالک کو ایک ''حبل اللہ'' کی طرح 'رسہ' سے تشبیہ دی جا سکتی ہے 'امت' میں کئی مسالک اس بڑے موٹے رسے میں شامل کئی رسیاں ہیں۔ اس رسے کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے کہ تمام رسیاں اپنی جگہ مضبوط ہوں اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے ہاں پہلے اتحادوں کی ناکامی سے سبق سیکھتے ہوئے ہر مسلک اپنے اندر ایک نظم پیدا کرے اور ایک قیادت پر متفق ہو یا بیعت ہو۔ پھر یہ قیادت بیٹھ کر اتحاد کا فیصلہ کرے تو یہ اتحاد پائیدار بھی ہوگا اور نتیجہ خیز بھی تا کہ کسی مسلک کا کوئی قابل ذکر حصہ (گروہ یا تنظیم) اس اتحاد سے باہر نہ رہ جائے۔

4۔ اس اتحاد کو مثبت اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے ایک اور کام ضروری ہے کہ مختلف مسالک کے فروعی اختلافات کو قیام نظام خلافت کی مشترکہ جدوجہد سے پہلے ہی آپس میں طے کر لیا جائے کہ کامیابی کی صورت میں کیا کیا جائے گا۔ مثلاً دیوبندی، اہل حدیث، بریلوی اور شیعہ مسلک کے علماء قیام نظام خلافت کے لیے اتحاد میں شامل ہو جائیں اور اللہ کی مدد کے ساتھ کامیابی یقینی ہے تو ان چند امور پر (بطور مثال) اتفاق رائے ضروری ہے تا کہ تمام مسالک کے اکابر و اصاغر و عوام دلجمعی سے دامے، درمے، سخنے، قلبے و دماغے ساتھ دے سکیں۔

☆ شیعہ مسلک کے محرم کے جلوسوں کا مستقبل کیا ہوگا؟
☆ بریلوی مسلک کے 12 ربیع الاوّل کے جلوسوں کا مستقبل کیا ہوگا؟
☆ مزارات اور ان پر عرسوں و میلوں کا مستقبل کیا ہوگا؟
☆ مناظرے بازی اور باہمی منافرت پھیلانے والے ہر مسلک کے لٹریچر کا کیا کیا جائے گا؟
☆ ملک میں اجتماعی قانون کس مسلک کا ہوگا (ایران کی طرح کہ وہاں شیعہ مسلک ملکی قانون ہے اور اہل سنت کو ذاتی و انفرادی معاملات (PRIVATE LAW) میں اپنے مسلک کے مطابق فیصلہ کرنے کی اجازت ہے) اور دوسرے مسالک کا درجہ کیا ہوگا؟ وقِس عَلیٰ ھٰذا

ہمارے نزدیک اگر ہمارے اکابرین اتحاد کے راستے کے ان کانٹوں کو چن کر علیحدہ کر سکیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانانِ پاکستان بالخصوص اور عالم اسلام بالعموم ایک قوت نہ بن سکے۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيْز

(بشکریہ ماہنامہ ''حکمت بالغہ'' جھنگ)

۞ ۞ ۞

قرآن مجید میں رزق کے اسباب

ڈاکٹر سعود خالد حفظہ اللہ (سعودی عرب) کے ویڈیو بیان سے ماخوذ (انتخاب: شعبہ تعلیم و تربیت)

الأَوَّلُ: التَّقْوَى	﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ۝٢ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط﴾
پہلا سبب: تقویٰ	اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔'' (الطلاق: 3،2)
الثَّانِي: التَّوَكُّلُ	﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط﴾ وَجَاءَ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ، لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُو خِمَاصًا، وَتَرُوحُ بِطَانًا))
دوسرا سبب: توکل	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔'' (الطلاق: 3) اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ پر ایسا بھروسا کرو جیسا کہ اس پر بھروسا کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے رزق دے جیسے وہ پرندوں کو دیتا ہے، وہ صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ واپس آتے ہیں۔'' (رواہ الترمذی)
الثَّالِثُ: الصَّلَاةُ	﴿وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ط نَحْنُ نَرْزُقُكَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝١٣٢﴾
تیسرا سبب: نماز	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو، ہم تم سے رزق نہیں مانگتے بلکہ ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں، اور انجام تقویٰ والوں کا ہی بہتر ہوتا ہے۔'' (طٰہٰ: 132)
الرَّابِعُ: الِاسْتِغْفَارُ	فی القرآن نوح ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝١١ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝١٢﴾
چوتھا سبب: استغفار	قرآن حکیم میں نوح علیہ السلام کا قول نقل ہوا ہے: ''میں نے کہا اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا، اور تمہیں مال و اولاد سے مدد دے گا، تمہارے لیے باغات بنائے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کرے گا۔'' (نوح: 10-11-12)
الْخَامِسُ: الْإِنْفَاقُ	﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ج﴾ ((وَفِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ »أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ))
پانچواں سبب: انفاق (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا)	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ اس کا بدلہ دے گا۔'' (السبا: 39) اور حدیث قدسی میں ہے: ''اے آدم کے بیٹے! خرچ کرو، میں تم پر خرچ کروں گا۔'' (صحیح بخاری)
السَّادِسُ: بَذْلُ الْأَسْبَابِ	قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لِمَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ﴿وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝٢٥﴾
چھٹا سبب: اسباب کو اختیار کرنا (کوشش کرنا)	جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام سے فرمایا: ''اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ، تم پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔'' (مریم: 25)
	فَمَنْ جَمَعَ هَذِهِ الْأَسْبَابَ رَزَقَهُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.
	پس جس نے یہ سب اسباب جمع کر لیے اللہ اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔
	فَنَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنَا وَإِيَّاكُمْ مِنْ وَاسِعِ فَضْلِهِ، وَأَنْ يُعِينَنَا عَلَى إِنْفَاقِهِ فِيمَا يُرْضِيهِ.
	ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو اپنے فضلِ واسع (وسیع رحمت و عطا) سے رزق دے، اور ہمیں اپنے دیے ہوئے رزق کو اس کی رضا کے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دے۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

نجانے کیا ہوا کہ تمام مظاہرِ فطرت نے ہمارے خلاف ایکا کرلیا۔ مون سون بارشوں کے عنوان سے پے در پے حملے سمندروں سے چل پڑے۔ خلیج بنگال اور بحیرۂ عرب ہم سے دشمنی پر اترائے۔ مہینوں کی بارش چند گھنٹوں میں دیوانی غضبناک لہروں میں ڈھل کر سڑکوں کا حوصلہ آزمانے لگی۔ نکاسیٔ آب سے بے غم انتظامیہ، الل ٹپ تعمیرات، بلا منصوبہ بندی۔ پہلے بارش، بارانِ رحمت، لگے بندھے طے شدہ موسم جانتے تھے۔ اب ہر طرف موسمیاتی بحرانوں کے تذکرے ہیں۔ پہلے صرف کہر ہوتی تھی اب سموگ ساری آکسیجن نگل جاتی ہے، سانس اٹکنے لگتا ہے۔ دھواں دھار دھواں شاندار اونچی بلند نگیں آسمانوں کا حسن، نگاہ کی بینائی نگل جانے کو ہوتا ہے۔

اب ہر طرف 'برسٹ' (بوچھاڑ) کا تذکرہ ہے۔

'امریکی جنگ برائے دہشت گردی' ختم ہوئی تو ہم نے جانا کہ اب توپوں، ہیلی کاپٹروں، ڈرونوں کے ڈراؤنے برسٹ ختم۔ سکھ سے جئیں گے۔ مگر پھر یہی سب بلکہ انسانی تاریخ کے بدترین برسٹ غزہ میں 'حیوانہ وار' ٹوٹ پڑے۔ ٹنوں بارود پھٹ پڑا۔ زمین کی تہوں، ہواؤں، فضاؤں میں اتر گیا۔ اس سے پہلے امریکہ نے ہمارے ہمسایہ ملک میں پھول تو نہ برسائے تھے۔ 'ڈیزی کٹر' میزائل بے رحم تمسخر تھا۔ ڈیزی، گل بہار سفید نرم و نازک پتیوں اور پیلے بوردانے والا پھول! ننھے معصوم بچوں کا سا حسن لیے! اب اسرائیل کی بے رحمی (جو امریکہ نے مکمل سپانسر کی) دیکھ کر سمجھ آیا کہ یہ تو مسلمان بچوں کے در پے رہے ہیں۔ اب کہہ بھی دیا اسرائیلیوں نے کہ ہم نے پہلے حماسی مار دیئے ہوتے (جب بچے تھے) تو 7 اکتوبر کا دن نہ دیکھنا پڑتا۔ اس سے ان کی نفسیات پڑھیے! یہی بارود بہت بڑا عنصر ہے موسمیاتی بحران کا۔ مگر سائنس سیاسی مصلحتوں کی بنا پر خاموش ہے! یاں تو تذکرہ تھا برسٹ کا۔

ہم 20 سال امریکہ کے ہمہ جہت اتحادی مددگار رہے۔ سارے برسٹ جو مارے گئے، ہمارے ہوائی اڈے، سبھی شاہراہیں استعمال ہوئیں۔ پھر غزہ شروع ہو گیا، ہم چپ رہے۔ محتاط نیم دلانہ بیانوں کبھی کبھار کی مدد بھیجنے کے سوا۔ اہم کردار جو ایٹمی پاکستان، قائداعظم کے کڑے موقف بسلسلہ اسرائیل کے شایانِ شان ہوتا۔ یا اسرائیل پر پالیسی، لیاقت علی خان کے امریکہ میں بیان کے مطابق ہوتی۔ (اسرائیل تسلیم کرنے کے سوال پر مضبوط لہجے میں کہا: 'ہماری روحیں برائے فروخت نہیں ہیں!')۔ آج ہم امریکی جنگ، قرضوں، کرپشن کے ہاتھوں اتنے کمزور ہو گئے کہ گھر کا قیمتی ترین اثاثہ بیچنا پڑ گیا، یعنی نظریۂ پاکستان (اسلامی شناخت) بیچا۔ لہٰذا تا خطہ ریگ زار بنا ڈالا یا پھر بھارتی چھوڑے گئے سیلابوں میں غرقاب! کھیرے، پیاز، ٹماٹر، لہسن، ادرک، پھل تک سے تہی دامن ہو گئے۔ بلا استثناء ہر حکومت ہی ہائبرڈ ہوتی تھی۔ ہر سطح پر پیسہ کہاں جاتا رہا۔ ڈیم کیوں نہ بن سکے؟ نکاسیٔ آب نظام سے صوبائی دارالحکومت، تمام بڑے شہر کیوں محروم رہے۔ اب یہ اتنی قسموں کے 'برسٹ' کیوں اللہ ہمیں مارے جا رہا ہے۔ گلیشیر بھی برسٹ ہو گئے!

ہمارے ہاں قطبین کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ یعنی 13 ہزار سے زائد گلیشیئر ہیں۔ جن میں سے 33 خطرناک ہیں۔ خوف ہے کہ پھٹ نہ پڑیں۔ اب ہم 'گلوف' کی اصطلاح سن رہے ہیں۔ یہ 'برسٹ' ہے گلیشیر پگھل کر جو جھیلیں بنتی ہیں وہ اچانک بے حساب پانی کا برسٹ دے مارتی ہیں اور وہ قابو سے باہر ہو کر بھی کچھ کر گزرتا ہے۔

7.1 ملین بلتستان گلگت، نیز کے پی کے میں آبادی نشانہ بن سکتی ہے۔ اور یہ غریب آبادیاں ہیں 26.7 فی صد خطِ غربت سے نیچے جو زد میں آ سکتی ہیں، یا آ چکی ہیں۔ پورا پاکستان انہی عوامل، بادل پھٹنے اور فلیش فلڈ اچانک بلا اطلاع بن بلائے ٹوٹ پڑنے کی بلا میں گرفتار ہے۔ حتیٰ کہ اتوار پیر کی درمیانی رات زمین بھی بپھر گئی اور زلزلے نے ہلا مارا۔ خبریں پڑھتے اور مناظر دیکھتے ہیں تو وہی ٹینٹ، بے دخلی، بے گھری، سکول بچوں کی بجائے بے گھر خاندانوں کا مسکن، خواتین بچوں کی کسمپرسی۔ غزہ کے سارے منظر یہاں آ گئے۔ ایک ہفتے میں سیلاب سے 40 لاکھ تک متاثر ہوئے! وہاں زمین ہلاکت خیز بمباریوں سے لرزتی تھی۔ یہاں زلزلے سے، شدید کڑک گرج چمک سے لرزتی ہے۔ قدرتی آفتیں یک جا ہو گئیں۔ ہم اپنے فرائض بھول گئے مقام بھول گئے تو فطرت کا ہر مظہر ہماری گستاخیوں، حد شکنیوں، طاغوتی طغیانیوں پر پھٹ پڑا۔

سیلاب قدموں تلے تھے۔ ادھر خوبصورت آوازوں کے انتخاب کے آڈیشن کا ملک گیر اختلاطی مقابلہ تھا۔ سیر و سیاحت کے فکر، غم، سجدہ، دعا سے بے نیاز تھے۔ استغفار کا تو ذکر ہی کیا۔ تصورِ زندگی ہی یہ ہے کہ 'ہم نے کون سا گناہ کیا ہے!' راگ رنگ، حرام دوستیاں، لاہور میں قومِ لوط سے یک جہتی کا اظہار، رشوت، چور بازاری، سود کا دور دورہ، وراثتی ہیر پھیر، فحاشی و عریانی، کم لباسی کچھ بھی تو گناہ نہیں۔ اس ہولناک منظر نامے میں ملکی و غزہ کی تباہی کے باوجود ہماری ترجیحات اتنی نرالی ہیں کہ پناہ بخدا! ہم 27-15 ستمبر بچیوں (عمر 9 تا 15 سال) کو Cervical کینسر سے آگاہی دینے اور ان کی ویکسی نیشن کروانے چلے ہیں۔ اسے ہم پبلک ہیلتھ کا بڑا سنگ میل (ترقی) کہہ کر متعارف کروا رہے ہیں جو ایک اچھوکا ہے۔ اتنی چھوٹی عمر میں 9 سالہ بچی کو اس کے جسم کے نازک، حساس، حیا طلب، جغرافیائی مقامات سے آگاہی دینا؟ رہا یہ کینسر تو اعداد و شمار کی ہیرا پھیری چھوڑیے۔ ناقص غذاؤں، آلودہ پانی، ہسپتالوں اور طبی سہولیات کی شدید کمی اور عدم فراہمی۔ معدہ، جگر، گردے، دل، انتڑیاں سبھی جواب دے رہے ہیں۔ رہی سہی کسر بازاری ناقص خوراک، فوڈ پانڈوں کے ہاتھوں، مضرِ صحت بوتلوں رنگ برنگے مشروبات ان بچیوں کی جان کے زیادہ بڑے دشمن ہیں۔ کووڈ میں ہم ویکسینوں کے سکینڈل، مابعد اثرات، اموات تک بھگت چکے ہیں۔ بین الاقوامی ادارے ہماری جان بخشی کریں۔ ایک طرف مسلمانوں کو، مغربی حکومتیں، ادارے ختم کرنے کے درپے ہیں۔ ہمیں فراہم کیے جانے والے نت نئے پیکج ہماری نسلوں کی بربادی کا سامان لاتے ہیں۔ (بانجھ پن دینا تحدیدِ آبادی ان کے پروگراموں کا اصل ہدف رہا ہے ہمیشہ!) صرف غزہ میں امدادی ادارے GHF کے ہاتھوں امریکہ اسرائیل کے حقیقی عزائم کردار دیکھ لیجیے! والدین ہوشیار باش! اساتذہ اپنی ذمہ داری پہچانیں۔ یہ بچیاں قوم کی امانت ہیں۔ حقیقی ترقی جو درکار ہے اس کی کہانی سیلاب سنا رہے ہیں۔ ڈیم نہریں عنقا!

باہر دنیا کے مناظر دیدنی ہیں۔ نیویارک پوسٹ کا پول بتاتا ہے کہ 60 فی صد امریکی نئی نسل حماس کو اسرائیل پر ترجیح دیتی ہے۔ ایک اور پول میں 60 فی صد امریکی ووٹر اسرائیل کی فوجی امداد کی مخالفت کر رہے ہیں۔ الٹرا میراتھان فرانس میں جیتنے والا چینی ہاتھ میں لیا فلسطینی جھنڈا بلند کرتا ہے اور منہ پر

ہاتھ رکھ کر خاموشی اس ظلم پر، کے خلاف احتجاجی ہے! لوگ جوق در جوق دنیا میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ جاپان میں یہ شرح تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ میکسیکو، جرمنی، برازیل، آسٹریلیا ہر طرف اشتیاق بڑھ رہا ہے۔ ایک سیاہ فام کو جب قرآن (مغرب میں صرف ترجمے والے قرآنِ پاک عام تقسیم کے لیے ہوتے ہیں) دیا جاتا ہے تو وہ خوشی سے دیوانہ ہو جاتا ہے۔ کیا واقعی یہ قرآن ہے۔ میں ضرور پڑھوں گا! ہم ہوئے کافر، تو وہ کافر مسلماں ہو گیا۔ ہم نے حرمین شریفین والے پاکیزہ ملک میں شراب پر دروازے کھول دیے۔ اور وہ حرمتِ شراب والی کتاب چومیں! سیلاب کیوں نہ امڈیں ہر جا!

ابوعبیدہ! وہ تو ہر صورت کامیابی کا شاندار استعارہ ہے! بھیانک شکست امن نوبل انعام کے حریص ٹرمپ اور نیتن یاہو...... دونوں کا مقدر ایک ہے باذن اللہ۔ بی بی سی نے اسرائیلی ذرائع کے حوالے سے ابوعبیدہ کی 'شہادت' رپورٹ کی ہے۔ 5 میزائل 6 منزلہ عمارت پر دو اطراف سے دوسری اور تیسری منزل پر برسائے۔ عینی شاہد نے بتایا ہر طرف خون ہی خون تھا لوگ چہرے پر خون لیے، ننھے زخمی بچے خون آلود تھے۔ ابوعبیدہ حفظہ اللہ یا زندہ ہیں یا بہت زیادہ زندہ ہیں۔ ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق! البتہ مارنے کی کوشش میں مرے جانے والے مر مر جا رہے ہیں۔ البتہ اُمِ ابراہیم، اہلیہ ابوعبیدہ اور ان کے بچے صبر و ثبات، ایمان و عزیمت کی بے پناہ مشکل زندگی گزار کر اللہ کے عظیم وعدوں کو پا چکے ہیں۔ جب نیتن یاہو کی بیوی کے لیے چارٹر جہاز میں آئس کریم یورپ سے آتی تھی، امِ ابراہیم اور بچوں کے پاس آیاتِ قرآنی قوت کا واحد ذریعہ تھیں۔ وہ پاکیزہ روحیں لامنتہا بلندیوں کی طرف پرواز کر گئیں۔ بے مثل ثبات کی وراثت چھوڑ کر! بے دخلی کی شدتوں کے شب و روز ان کے گزر گئے۔ اب راحتوں، رب تعالیٰ کی میزبانی کے عظیم اعزاز کے دروازے سب کھل گئے۔ رہے ابوعبیدہ!! اللہ سلامتی دے انہیں۔ دنیا بھر میں نئے ابوعبیدہ تیار ہو گئے ہیں۔ غزہ اسی کی فیکٹری ہے!

جبل الطارق سے جہاں طارق بن زیادؒ نے کشتیاں جلائیں۔ کشتیوں کے قافلے قدس کی مدد کو روانہ ہو رہے ہیں۔ اٹلی میں ان کے استقبال میں ہزارہا لوگ جذبات، احساسات کی شدتیں لیے، روشنیوں سے ساری تاریک دنیا روشن کر رہے ہیں! اللہ اکبر! جب ہم سیلاب میں کشتیاں اتار کر مجبور بے گھر ہم وطنوں کو سنبھال رہے ہیں! سوچیے گا ضرور!

۞ ۞ ۞

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(28 اگست تا 1 ستمبر 2025ء)

جمعرات 28 اگست: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت فرمائی۔

جمعۃ المبارک 29 اگست: خطاب جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں ارشاد فرمایا۔

پیر 01 ستمبر: ''متفقہ ترجمہ وقرآنی نصاب'' کے حوالہ سے چند مفتیان کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ مرکزی اسرہ کے خصوصی اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیے۔ متفقہ ترجمہ ونصاب قرآنی کے حوالہ سے بھی ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی چند ریکارڈنگز کرائیں۔ گھریلو اسرہ کا اہتمام جاری ہے۔ نیز عیادت وتعزیت کے حوالہ سے چند رفقاء سے رابطہ رہا۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

قرآن حکیم میں رأس المال سے مراد اصل مال ہے جو قرض خواہ مقروض کو بوقت قرض دیتا ہے۔ اسلام اس میں کسی بھی قسم کے اضافے کو سود قرار دیتا ہے۔ رأس المال کا ذکر اور اس کی تعریف خود قرآن حکیم نے کر دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ۚ وَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَکُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِکُمۡ ۚ لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۹﴾﴾ (البقرۃ)

''پھر اگر ایسا نہ کرو تو سن لو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑائی کا' اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو' نہ تو کسی پر ظلم کرو اور نہ تمہارے ساتھ کوئی ظلم کرے۔''

اس آیت کریمہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر تم سود سے توبہ کر لو تو تمہارے رأس المال تمہیں مل جائیں گے' اور تم کسی پر ظلم کرنے پاؤ گے اور نہ کوئی تم پر ظلم کرنے پائے گا۔

(جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1231 دن گزر چکے!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں مقیم صدیقی فیملی (اردو سپیکنگ) کو اپنی بیٹی، عمر 20 سال، قد "5'.5، تعلیم BFA گرافک ڈیزائننگ، خوب سیرت، صوم وصلوٰۃ کی پابند، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل، باکردار، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0318-0428901

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

ماہانہ تربیتی اجتماع تیمر گرہ

مقامی تنظیم تیمر گرہ کا ماہانہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں رفقاء کے علاوہ احباب نے بھی بھرپور شرکت کی۔ اجتماع میں شریک افراد کی تعداد 20 تھی۔ محترم ثناء اللہ نے سورۃ المنافقون پر تفصیلی اور جامع درس دیا۔ درس کے بعد محترم محمد شریف خان نے ”فرائض دینی کے جامع تصور“ پر گفتگو کی۔ محترم چاند ریاض نے ”ہمارے دینی فرائض“ پر لیکچر دیا۔ محترم نصر اللہ جان نے سیرت صحابہؓ پر بات کی۔ اس کے علاوہ محترم شاورث نے ”جماعت اور بیعت کی اہمیت“ بیان کی۔ نماز عشاء کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: محمد یاسین، ناظم بیت المال، مقامی تنظیم تیمر گرہ)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام توسیع دعوت پروگرام

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام توسیع دعوت کی ایک خصوصی نشست کا انعقاد کیا گیا۔ اس اجتماع میں مدرس کے فرائض ناظم دعوت حلقہ ملاکنڈ محترم فیض الرحمٰن نے ادا کیے۔ ان کا موضوع ”صبر اور تنظیم کی دعوت“ تھا جس سے رفقاء واحباب نے بہت استفادہ کیا۔ اس میں رفقاء کے علاوہ 60 احباب نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(رپورٹ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان زون 2 اور امیر حلقہ حیدر آباد کا دورہ سکھر تنظیم

ناظم اعلیٰ محترم عارف جمال فیاضی اور امیر حلقہ حیدر آباد محترم امجد حسین چنہ صبح 11:00 بجے تنظیم کے مرکز سکھر پہنچے۔ محترم مصدق ثانی سومرو اور رفقاء نے مہمانوں کا استقبال کیا۔

11:30 بجے تلاوت قرآن مجید سے اجتماع کا آغاز کیا ہوا، تلاوت کی سعادت محترم حافظ ثناء اللہ گبول نے حاصل کی۔ تلاوت کے بعد نائب ناظم اعلیٰ محترم عارف جمال فیاضی نے اپنا تفصیلی تعارف رفقاء کے سامنے رکھا اور قیمتی مشوروں اور ہدایات سے رہنمائی فرمائی۔ اس کے بعد امیر حلقہ حیدر آباد محترم امجد حسین چنہ نے تفصیل کے ساتھ اپنا تعارف کرایا اور حلقہ حیدر آباد کا محل وقوع رفقاء کے سامنے رکھا۔ بعد میں رفقاء سے باری باری تعارف حاصل کیا۔ تعارف کے بعد نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ نے شرکاء کے سوالات کے جوابات کے ساتھ اپنے تجربات شیئر کیے۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے شرکاء سے خطاب کیا۔ خطاب کے بعد اجتماعی دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اجتماع میں رفقاء کی شرکت 30 سے 35 تک رہی جس میں سکھر سٹی کے علاوہ شکار پور ڈھرکی، لاڑکانہ کے رفقاء بھی شامل تھے۔

نماز ظہر اور ظہرانہ کے بعد نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ کی سابق امیر حلقہ سکھر محترم احمد صادق سومرو اور ان کے معاونین کے علاوہ مقامی تنظیم کے امراء ونقباء کے ساتھ علیحدہ نشست ہوئی۔ نشست میں دعوتی و تنظیمی اور انتظامی امور پر گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد نائب ناظم اعلیٰ، امیر حلقہ حیدر آباد، راقم اور سکھر تنظیم کے امیر محترم مصدق ثانی سومرو کے ہمراہ محترم غلام محمد سومرو سابقہ امیر حلقہ سکھر کی تیمارداری کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ محترم سومرو کچھ عرصہ سے شدید علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین! اس کے بعد ذمہ داران واپس اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

(رپورٹ: نصر اللہ انصاری، رفیق تنظیم اسلامی، حلقہ حیدر آباد)

حلقہ ملاکنڈ کے زیر اہتمام تیمر گرہ میں دعوتی اجتماع

20 اگست 2025ء کو حلقہ ملاکنڈ کے زیر اہتمام توری تیگہ، تیمر گرہ میں ایک دعوتی اجتماع منعقدہ ہوا۔ اس اجتماع میں محترم حبیب علی نے وائٹ بورڈ کے ذریعے ”دین کا جامع تصور“ اور ”مطالبات دین“ کو پیش کیا۔ سامعین کی تعداد 100 کے قریب تھی۔ اس پروگرام کے لیے ملتزم رفیق اور سابقہ امیر مقامی تنظیم تیمر گرہ محترم محمد شریف خان نے خصوصی انتظامات کیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ محترم محمد شریف خان کو اس پروگرام کے انعقاد کا جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: محمد یاسین، ناظم بیت المال تیمر گرہ)

”اتحادِ اُمت اور پاکستان کی سالمیت“

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام مہم ”اتحاد امت اور پاکستان کی سالمیت“ کی بتوفیق اللہ افادیت کا ایک ذاتی تجربہ پیش خدمت ہے۔ آج میں پیٹرول پمپ پر گاڑی میں پیٹرول ڈلوانے گیا۔ گاڑی کے پچھلے شیشے پر مہم کا فلیکس لگا ہوا تھا فلیکس دیکھ کر پیٹرول ڈالنے والے لڑکے نے مجھ سے پوچھا، یہ وہی ڈاکٹر اسرار احمدؒ ہیں جو ٹی وی پر آتے تھے؟ میں نے کہا کہ یہ تو رحلت فرما چکے ہیں، ٹی وی پر نہیں آتے، اس نے کہا کہ یہ پیس ٹی وی پر آتے ہیں۔ میں نے اس سے سوال کیا، کیا آپ ان کو سنتے ہیں؟ تو اس نے کہا ہاں سنتا ہوں۔ میں نے دوسرا سوال کیا، کیا آپ کو ان کی بات سمجھ آتی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں زیادہ تر سمجھ آ جاتی ہے، یہ بہت بڑے عالم تھے۔ پھر اپنے ساتھ والے لڑکے سے کہنے لگا کہ ان کی آج سے بیس تیس سال پرانی باتیں اب سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ اب میں نے اسے اپنے زیر دعوت احباب میں شامل کر لیا ہے۔ یہ مہم کے بعض ثمرات ہیں۔

(تنظیم اسلامی کے ایک سینئر رفیق، وسطی زون)

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق محترم غلام مجتبیٰ کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0303-4837704

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق محترم محمد عثمان اسحاق کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0341-7994950

☆ کورنگی وسطی کے رفیق محترم عرفان خانزادہ کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-3559302

☆ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ملتزم رفیق محترم حافظ محمد شفیق کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-6569372

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- وزارت صحت کی جانب سے جاری کردہ رپوٹ سے معلوم ہوا ہے کہ 7 اکتوبر 2023ء سے اب تک مجموعی طور پر شہداء کی تعداد 63557 اور زخمیوں کی تعداد 160660 تک پہنچ چکی ہے۔ 18 مارچ 2025ء کو جنگ بندی کے اعلان کے بعد سے آج تک 11426 شہید اور 48619 زخمی ہوئے ہیں۔ امدادی اشیاء کے حصول کے دوران اب تک 2294 فلسطینی شہید اور 16839 سے زائد زخمی ہو چکے ہیں۔ قحط اور غذائی قلت کے باعث اب تک مجموعی اموات کی تعداد 348 ہوگئی ہے، جن میں 127 بچے شامل ہیں۔
- کتائب القسام نے باضابطہ اعلان کیا ہے کہ اُس کے نئے چیف آف اسٹاف، مجاہدِ صادق اور جانباز کمانڈر محمد السنوار جامِ شہادت نوش کر گئے۔ وہ شہید رہنما یحییٰ السنوار (سابقہ سربراہ دفترِ سیاسی حماس) کے بھائی اور ڈاکٹر زکریا السنوار کے ہم رکاب تھے، جو پہلے ہی شہادت کی عظیم منزل پا چکے ہیں۔ ان شاء اللہ ان کا مقام جنت الفردوس ہے اور اُمتِ مسلمہ ان کے مشن کو جاری رکھے گی۔
- ابوعبیدہ کی شہادت کی خبر کے حوالے سے اسلامی مزاحمتی تحریک حماس کی جانب سے جاری کردہ پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ صیہونی دُشمن اپنی جارحیت کی آگ میں جلتا ہوا، دو دہائیوں تک اس مردِ مجاہد کا تعاقب کرتا رہا، اور اب اپنی نامرادی کو فتح کے غلاف میں چھپانے کے لیے اس کی شہادت کی خبر پھیلا رہا ہے۔ تقریباً چھ سو دنوں سے جاری اس وحشیانہ جنگ میں جب غزہ کے معصوم بچے بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو رہے ہیں، یہ دُشمن اس نام کو مٹانے کی کوشش کر رہا ہے جو اب دنیا کے ہر گوشے میں مزاحمت کا پرچم بن چکا ہے۔ مگر جان لیجیے! مزاحمت کسی فرد کی میراث نہیں، یہ ایک عہد ہے جو نسل در نسل منتقل ہوتا ہے۔ اگر ایک علم بردار شہید ہو جائے تو ہزاروں جانباز اُس پرچم کو تھام لیتے ہیں۔ جیسے موتہ کے میدان میں زیدؓ بن حارثہ کی شہادت کے بعد جعفرؓ بن ابی طالب نے پرچم اٹھایا، پھر عبداللہؓ بن رواحہ نے، اور آخر کار خالد بن ولیدؓ نے اسے تھاما۔ اسی طرح فلسطین کا پرچم بھی کبھی زمین پر نہیں گرے گا، بلکہ اور زیادہ عزیمت وصلابت کے ساتھ فضا میں بلند رہے گا۔
- ٹی وی چینل ''القدس الیوم'' نے اعلان کیا ہے کہ قابض اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں شہرِ غزہ میں خاتون صحافی محارب عابد شہید ہوگئیں۔
- غزہ میں ڈاکٹروں کی عالمی تنظیم ''ڈاکٹرز وِدآؤٹ بارڈرز'' کی ٹیم کی سربراہ نے کہا ہے کہ غزہ کی طبی صورتحال نہایت ابتر ہے اور کسی قسم کے وسائل یا ضروری سامان میسر نہیں۔ صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کی جانب سے غزہ میں قحط کے باضابطہ اعلان کے بعد بھی کوئی پیش رفت یا عملی اقدام سامنے نہیں آیا، شہری اب بھی بھوک سے بلک رہے ہیں۔
- ترکیہ نے اسرائیل کے ساتھ تمام اقتصادی اور تجارتی تعلقات منقطع کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور ترک فضائی حدود کو بھی اسرائیلی طیاروں کے لیے مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **انڈونیشیا: ارکان پارلیمنٹ کی تنخواہوں میں اضافے کے خلاف احتجاج:** انڈونیشیا میں اراکین پارلیمنٹ کی تنخواہوں اور مراعات میں اضافے کے خلاف مظاہرین نے پارلیمنٹ کے نزدیک جمع ہو کر توڑ پھوڑ اور جلاؤ گھیراؤ کیا۔ پارلیمنٹ کی عمارت کو بھی آگ لگا دی، آگ لگنے کے باعث عمارت میں پھنسے متعدد افراد نے کھڑکیوں سے کود کر جان بچائی جس کے نتیجے میں کئی افراد کی ہڈیاں بھی ٹوٹ گئیں۔ حالات پر قابو پانے کے لئے کشیدگی والے علاقوں میں حکام نے فوج طلب کر لی۔ انڈونیشیا کے صدر نے چین کا دورہ منسوخ کر دیا اور ایس سی او اجلاس میں شرکت نہ کرنے پر چینی صدر سے معذرت کی۔ صدر پرابوسوبیانتو نے قانون سازوں کی مراعات کم کرنے اور کچھ پارلیمانی پالیسیوں کو واپس لینے کا اعلان کیا ہے مگر عوام تاحال مطمئن نہیں ہیں۔
- **غزہ: اسرائیلی فوج کا حماس کے ترجمان ابوعبیدہ کو نشانہ بنانے کا دعویٰ:** اسرائیلی فوج نے غزہ میں ایک رہائشی عمارت کی پہلی اور دوسری منزل پر حملہ کر کے حماس کے عسکری ونگ کے ترجمان ابوعبیدہ کو نشانہ بنانے کا دعویٰ کیا ہے۔
- **ایران: اسرائیل اور امریکا نے حملہ کیا تو بھرپور جواب ملے گا: ایرانی صدر:** ایرانی صدر مسعود پزشکیان نے کہا ہے کہ ایران جنگ نہیں چاہتا لیکن اسرائیل اور امریکا ایران کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی بھی ایرانی شہری یہ نہیں چاہتا کہ ایران تقسیم ہو۔ اسرائیل اور امریکا نے حملہ کیا تو ایران بھرپور جواب دے گا۔
- **یمن: وزیراعظم احمد غالب اسرائیلی حملوں میں جاں بحق:** حوثیوں کی اکثریتی تنظیم انصاراللہ سے تعلق رکھنے والے وزیراعظم احمد غالب اپنے 3 ساتھیوں سمیت اسرائیلی حملے میں جاں بحق ہو گئے۔ احمد غالب کو انصاراللہ نے گزشتہ برس 10 اگست کو وزیراعظم مقرر کیا تھا، وہ حوثیوں کی سپریم سیاسی کونسل کے رُکن تھے۔
- **اسپین: غزہ کے لیے امدادی کشتیاں روانہ:** سمندری راستے سے غزہ تک امدادی سامان پہنچانے کی سب سے بڑی اور تیسری کوشش کرتے ہوئے بارسلونا کی بندرگاہ سے امدادی کشتیوں پر مشتمل فلوٹیلا روانہ ہو گیا۔ اس موقع پر فلسطینی پرچم تھامے ہزاروں افراد نے فلسطین کی آزادی اور غزہ میں نسل کشی کے خلاف نعرے لگائے اور کشتیوں کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا، ان امدادی کشتیوں میں مشہور ماحولیاتی کارکن گریتا تھنبرگ دیگر انسانی حقوق کے رہنماؤں اور کارکنوں کے ساتھ سوار ہے۔ واضح رہے کہ اس قافلے میں دیگر ممالک سے بھی امدادی کشتیاں شامل ہیں۔
- **افغانستان: خوفناک زلزلے سے تباہی:** صوبہ کنڑ میں 6 شدت کا زلزلہ آنے سے ایک ہزار کے قریب افراد کے جاں بحق اور قریباً 3 ہزار افراد کے زخمی ہونے کی اطلاعات موصول ہو چکی ہیں۔ مقامی وقت کے مطابق زلزلہ رات 11 بج کر 47 منٹ پر آیا 6 شدت کے اس زلزلے کی گہرائی 8 کلومیٹر تھی، جبکہ زلزلے کا مرکز ننگرہار صوبے کے شہر جلال آباد سے 27 کلومیٹر مشرق میں تھا۔
- **خفیہ بیوٹی سیلون کے خلاف کریک ڈاؤن شروع:** افغان طالبان نے پورے افغانستان میں خفیہ طور پر کام کرنے والے بیوٹی سیلونز کو نشانہ بناتے ہوئے انہوں نے ان کو چلانے والی خواتین کو متنبہ کیا گیا ہے کہ ایک ماہ کے اندر اگر یہ کام نہیں چھوڑا تو انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ واضح رہے کہ اگست 2023ء میں افغان حکومت نے ایک حکم کے ذریعے تمام بیوٹی سیلون بند کر دیے تھے مگر خفیہ سیلون نے ملک بھر کی کمیونٹیز میں کام جاری رکھا ہوا ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.34

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore